https://ataunnabi.blogspot.com/

اقامت میں:

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

پر کھڑے ہونے کا حکم

تصنیف لطیف:

عمدۃ المحققین، ابوالمعانی

علامہ محمد ابرار حسن صدیقی تلہری (رحمتہ اللہ علیہ)

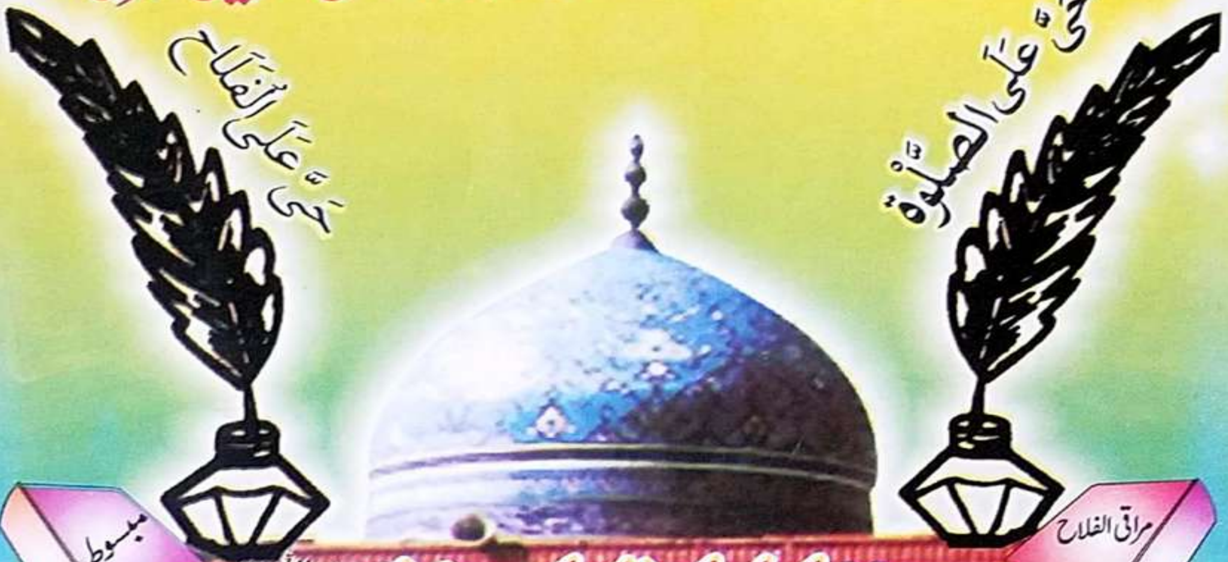

روضہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

روضہ امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

باہتمام: محبوب المشائخ

علامہ پیر محمد عبد الشکور نقشبندی

قادری رضوی نوری

ناشر: دارالعلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف مانسہرہ ہزارہ

0987-300951

0300-9379743

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶

الحمد للہ

اس رسالہ ہدایت قبالہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ تکبیر ہوتے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے اسکی مختلف صورتوں اور انکے جدا جدا احکام کا نہایت نفیس بیان ازالۂ اوہام امام و مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں تکبیر ہوتے وقت آیا تو بیٹھ جائے یہی سنت ہے اور یہی عمل صحابہ کرام و تابعین عظام اور یہی مسلک امام اعظم ابوحنیفہ و متابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علی الدوام والحمد للہ الملک المنعام

مسمّٰی باسم تاریخی

فتح الکریم بسنیۃ جلوس مؤتم حین الاقامۃ

۱۳۰۶ھ

ملقب بہ

ملاطفۃ الاحباء بالمحاکمۃ بین الالباء

از تصنیف لطیف و ترصیف منیف جناب مولٰنا مولوی ابوالمعانی محمد احسن میاں صاحب صدیقی تلہری جماعت رضائے مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے صرف سے چھپایا اور شائع کیا

باہتمام

جناب مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی

مطبوعہ حسنی پریس واقع استانۂ عالیہ رضویہ بریلی محلہ سوداگران

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : افازۃ جد الکرامۃ بسنۃ جلوس مؤتم حین الاقامۃ

مصنف : عمدۃ المحققین ابو المعالی علامہ محمد ابرار حسن صدیقی تلہری رحمۃ اللہ علیہ مفتی دار الافتاء بریلی شریف (انڈیا)

اشاعت : بار اول پاکستان : جنوری 2003ء

تعداد : ایک ہزار

باہتمام : پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد عبد الشکور صاحب نقشبندی قادری رضوی نوری دامت برکاتہم سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ فیض آباد شریف مانسہرہ ہزارہ

ہدیہ : 50روپے

ناشر : دار العلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف مانسہرہ ہزارہ۔ فون : 0987-300951

معاون طباعت : علامہ مفتی عبد الرشید نوری صاحب

ملنے کے پتے :

دار العلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف مانسہرہ ہزارہ۔ فون : 0987-300951

ضیاء القرآن پبلیکشنز انفال سینٹر اردو بازار کراچی

ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

مکتبۃ البصرہ چھوٹکی گٹی حیدر آباد۔ فون : 641926

مکتبہ قاسمیہ دار لعلوم احسن البرکات شارع مفتی خلیل خان حیدر آباد۔ فون : 780547

جامعہ امام احمد رضا رحمانیہ مسجد اختر رضا چوک گوشالہ حیدر آباد۔ فون : 614225

کاظمی کتب خانہ، داتا گنج بخش روڈ عقب نوری مسجد رحیم یار خان۔ فون : 71361

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ سیدنا و مولینا محمد رسول النبی الحبیب الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

اللہ رب العزت کا کرم بے حساب ہے کہ اس نے ہمیں بے شمار اور ان گنت ولاتعداد نعمتوں سے سرفراز کیا، اگر کوئی ان نعمتوں کو شمار کرنا بھی چاہے تو نا ممکن ہی نہیں بلکہ محال بھی ہے۔ اس ذات لمیزل کا احسان عظیم یہ ہے کہ اس نے ہمیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا کیا اور مسلمان بنایا اور اپنے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا امتی بنایا اور اپنے قریب و مقرب بننے کیلئے انکی اطاعت واتباع یعنی فرمانبرداری، تابعداری و غلامی کا حکم دیا بہ قول عارف رومی :

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ ﷺ

اسی لئے اللہ رب العزت نے تاکید فرمائی کہ میرا بننا چاہتے ہو یا مجھے اپنانا چاہتے ہو تو میرے محبوب کے غلام ہو جاؤ انکی تابعداری کے بغیر مجھ تک رسائی ناممکن ہے اسی کے ساتھ مزید دو نعمتوں سے سرفراز کیا، ایک زبان، دوسرا قلم اور ساتھ ہی قول و عمل کی توفیق دیکر بہت بڑی آزمائش وابتلاء میں ڈال دیا اور دلوں کو علم کی طرف مائل فرمایا اور پھر علم کی تشہیر واشاعت کیلئے زبان و قلم کو مکمل طور پر اختیار دیا۔ اصحاب علم اب اپنے زبان و قلم جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل مجدہ الکریم نے حدود مقرر فرمائی ہیں لہٰذا اب ہر ایک کی مرضی ہے کہ وہ ان حدود کے اندر رہ کر ان سے کام لے یا مقررہ حدود سے تجاوز کر کے اپنے علوم کا سکہ عوام و خواص پر بٹھا کر دنیا میں شہرت و ناموری پیدا کرے۔ انسان کیلئے کتاب سے بڑھ کر کوئی بہترین ساتھی نہیں یہ ذمہ داری کتاب کے مصنف و مؤلف پر ہے کہ وہ تصنیف و تالیف سے دنیا و آخرت سنوارتا ہے یا دنیا کی ناپائیدار زندگی اور شہرت کا طالب ہے۔ دور حاضر میں علماء کہلانے والوں نے ایسی کتابیں بھی شائع کی ہیں کہ جن سے خواص و عوام شکوک و شبہات کی تاریکیوں میں سرگرداں ہیں اور ان خرافات سے زوال ایمان کا خطرہ لاحق ہو رہا ہے اس لئے ایمان کی حفاظت کیلئے کامل اور مکمل راسخ العقیدہ مرد مومن اور مرشد کامل کے دامن کرم سے وابستہ ہو جانا از حد ضروری ہے اور وہاں

قال را بگذر مرد حال شو   زیر پائے کامل پامال شو

پر عمل پیرا ہو کر اپنے دین و ایمان کی حفاظت کر سکتا ہے بصورت دیگر جبہ دستار والے لباس خضری پہن کر قرآن و حدیث بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و محبت کی طرف دعوت کے بہانے سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اطہر سے دور لیجائیں گے نہ ادھر کا چھوڑیں گے نہ ادھر کا۔ دین و ایمان کے زوال سے بچنے کیلئے اور اپنے عقیدے کو محفوظ و مضبوط کرنے کیلئے اپنا ہاتھ کسی ولی کامل کے ہاتھ میں دے دیں۔

کیمیا پیدا از مشت گل   بوسہ زن بر آستان کاملے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آداب بیعت

مرشد کیلئے مرید کے مقابلے میں کچھ زیادہ شرائط اور پابندیاں ہیں اسی لئے کہ وہ قوم کا راہبر ہوتا ہے۔ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ اسکے عقائد کیسے ہیں اور کس کا فیض یافتہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی عظمتوں کا منکر ہو، یہ اس لئے کہ جس کو اپنا مرشد بنارہا ہے اسی سے تو اپنے دین وایمان کی حفاظت کا طریقہ سیکھتا ہے، جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء الرحمٰن علیہم الرحمۃ کا دشمن ہو اور ہر وقت انکی توہین کرنا اپنا شیوہ بنارکھے اس سے خیر کی امید رکھنا اپنے دین وایمان کو برباد کرنا اور زندگی کے بیش قیمت لمحات کو ضائع کرنا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے شخص کو اپنا مرشد بنالیں جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ نبیوں، ولیوں کی تعریف وتوصیف سے خالی نہ رہے اللہ تعالیٰ نے زبان و قلم کے ساتھ قول وعمل کی بھی توفیق عطا کی ہو، اگر کسی کے پاس مختصر سی دولت ہو تو اسکی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے، خدانخواستہ یہ سرمایہ ضائع بھی ہو جائے تو دوبارہ آنے کا امکان ہے اور اگر دولت ایمان کو ضائع کردے تو دوبارہ اس دولت کا حاصل کرنا مشکل اور محال ہونا ممکن ہے۔

آداب برائے مریدین

۱۔ بیعت کے وقت اپنے مرشد کریم سے جن باتوں کا وعدہ کیا ہے انکو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے اور ان پر عمل کرنے کی سعی وکوشش کرتا رہے۔

۲۔ خوش بختی سے اگر شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہو تو باوضو نہایت خشوع و خضوع سر ڈھانپ کر حاضر ہونے کی کوشش کرے اور باطنی خطرات وشبہات سے دل کو پاک وصاف رکھے اس لئے کہ یہ بزرگان دین دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

۳۔ اپنے شیخ کی موجودگی میں دوزانوں بیٹھے اور اگر کوئی عذر یا معذوری ہو تو پالتی مار کر بیٹھے اور دل کو اپنے شیخ کے دل سے جوڑے اور غلط وبیہودہ خیالات سے دل کو خالی رکھے۔

۴۔ نماز کی پابندی ضروری ہے۔ نماز کسی بھی حال میں معاف نہیں اور صحیح العقیدہ سنی عالم کے پیچھے جماعت کیساتھ نماز ادا کی جائے عمداً جماعت کو ترک کردینا گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ اپنے طریقت کے بھائیوں کیساتھ بالخصوص اور عام مسلمانوں کیساتھ خوش خلقی اور نہایت ہی نرمی کیساتھ پیش آئیں۔

۶۔ اگر مرشد کریم محفل میں جلوہ افروز ہوں اور کوئی بات چیت نہ کررہے ہوں تو آپ انکے تصور میں اس طرح محو ہو جائیں کہ انکے قلب منور سے شعاعیں نکل کر میرے دل میں داخل ہورہی ہیں چونکہ بزرگان دین اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صوفیائے کرام کا فرمان ہے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہونا اور انکی زیارت سے شرف ہونا بھی عبادت بے ریا سے کم نہیں۔

۷۔ شیخ کی طرف پیٹھ کرنا ادب کیخلاف ہے کسی بھی حال میں انکی طرف پشت نہ کی جائے۔ اسی ادب سے سب کچھ ملتا ہے اور بے ادب ہر خیر سے محروم رہتا ہے۔

۸۔ مرشد کریم کے سامنے اپنے علم کا یا عالم ہونے کا اظہار نہ کریں نہ انکی روحانی اور نورانی محفل میں کوئی علمی گفتگو کریں، اگر شیخ کسی مسئلے کی طرف اشارہ فرمائیں تو اسکو مختصر انداز میں پیش کردیں، شیخ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کریں۔

۹۔ کبھی راستے میں شیخ سے آمنا سامنا ہو جائے تو مرید پر لازم ہے کہ کوشش کر کے ان سے ملے اور عقیدت و ملازمت کا اظہار کرے اگر ہمراہ چلنا پڑے تو نظروں کو جھکا کر شیخ سے دو قدم پیچھے ہی رہیں۔

۱۰۔ جھوٹ، دھوکہ، فریب اور غیبت سے بھی گریز کریں اور باقی احباب کو بھی تلقین کریں۔ ہر اس شر اور شرارت سے اور ہر اس قول، عمل اور ارادہ سے باز رہیں جو اللہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی اور ناراضگی کا باعث ہو، حسد سے بچیں، حسد علم و علماء کیساتھ زیب نہیں دیتا، اگر علماء میں حسد نہ ہو تو بغیر پردوں کے اڑتے۔

۱۱۔ اگر شیخ کی مجلس میں آنا نصیب ہو تو بیٹھے رہیں یہ بیٹھنا بھی عبادت ہے اور بغیر اجازت اس مجلس سے نکلنا بے ادبی ہے اور محرومئ قسمت بھی اسی لئے کہ جب تک بیٹھے رہیں گے کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہے گا۔

۱۲۔ شیخ کے طریق زندگی کو اپنانے کی کوشش کریں اسی میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

۱۳۔ ذکر شریف کی محفلوں میں اپنی دینوی تگ و دو کو چھوڑ کر حاضر ہونا ضروری ہے اسی لئے کہ ان اذکار کی محافل میں دل کی دنیا سنور جاتی ہے، جب دل ہر قسم کی کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت کی تجلیات کا آماجگاہ بن جاتا ہے ایسی محافل میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

۱۴۔ شیخ کے برتن، بستر و سجادہ کو بھی استعمال کرنے سے مرید پرہیز کرے اگر مرشد کریم کسی نو وارد کی ملاقات کیلئے کھڑے ہوں تو اہل محفل بھی اپنے شیخ کی اتباع میں کھڑے ہو جائیں اور جب محفل میں داخل ہوں تو اجتماعی سلام کر کے اپنے مرشد کریم کی دست بوسی کر کے بیٹھ جائیں۔

۱۵۔ شیخ کیساتھ خلوت و جلوت میں ظاہری و باطنی طور پر یکساں محبت کرنا اور انکے کسی قسم کے قول و فعل پر اعتراض نہ کرنا (جب تک وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو) یہی وہ ذات مقدسہ ہیں کہ انکا ہمنشیں بدبخت نہیں رہتا۔

۱۶۔ شیخ کی پاکیزہ محفل میں ایک دوسرے سے بات چیت اور اشارہ کنایہ بھی منع ہے۔ نہایت ہی عقیدت و محبت اور ادب کیساتھ خاموش بیٹھا جائے اسی میں فائدہ ہے۔ شیخ کے تصور کے بغیر دل و دماغ سے ہر خیال نکال دیں۔

۱۷۔ شیخ اگر محو گفتگو ہو تو انکی بات کاٹ کر بات کرنا بھی ادب کیخلاف ہے۔ انکی بات کو نہایت غور سے سنیں اور اللہ رب العزت کی امانت سمجھ کر دل میں محفوظ کر لیں، یہ انمول خزانہ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۸۔ شیخ کے تبرکات کا احترام کریں، اگر آپ کے پاس میں سے مرشد کریم کی کچھ مرحمت فرما دیں تو اسکو استعمال کرنے سے گریز کریں۔ مشکل کے وقت ان آثار متبرکہ کو پہن کر یا سامنے رکھ کر انکے توسل سے دعا مانگیں۔

۱۹۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں انکو ادا کریں، کیونکہ فرائض ذمہ پر ہوں تو نوافل کا ادا کرنا عبث ہے، نفلی نمازوں میں اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کی ادائیگی ضروری ہے۔

۲۰۔ روزہ کی پابندی کرنا اور جوارح جسمانی کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اسکے رسول کریم ﷺ کی رضا اور خوشنودی کیلئے نافرمانی سے روک لینا اور خلوت و جلوت میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو خیال کرنا تاکہ روزہ کی حقیقت و روحانیت مجروح نہ ہو۔

۲۱۔ اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو سب سے پہلے اپنے خویش و اقارب کو جو مستحق زکوٰۃ ہیں، دیں اپنے مال سے صدقہ و خیرات دیتے رہیں اور کسی پر احسان نہ جتائیں اس طرح نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔

۲۲۔ بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں سے میل جول ترک کر دیں، بالخصوص جن کے عقائد حد کفر تک پہنچ گئے ہوں ان سے احتراز اور میل جول نہ رکھیں اور بد عقیدہ لوگوں کی کتابیں پڑھنا حرام ہے۔

۲۳۔ اگر کتاب بینی کا شوق ہو تو سنی علماء کی کتابیں پڑھیں اس لئے کہ اچھی کتاب دنیا کی بہترین ساتھی ہے اور آخرت میں کامیابی کی ایک دستاویز ہے۔

۲۴۔ حق و باطل کی پہچان کیلئے اس وقت دعوت فکر کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

۲۵۔ بد عقیدہ، بے عمل اور جاہل و شعبدہ باز مرشد نہیں ہو سکتا۔ مرشد و راہبر کیلئے عالم ہونا اور سنی ہونا ضروری ہے۔

سفارشات کتب برائے مطالعہ

کتاب الشفاء امام قاضی عیاض (عربی و اردو)

میزان الشعرانی (امام عبد الوہاب شعرانی)

منہاج العابدین (امام غزالی)

عوارف المعارف (امام سہروردی)

مدارج النبوۃ (شاہ عبد الحق محدث دہلوی)

مکتوبات امام ربانی (فارسی اردو)

تمہید ایمان شریف حسام الحرمین (امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جواہر البحار، سعادۃ الدارین، جامع کرامات الاولیاء انوار محمدیہ، فتاوی رضویہ، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ الشہابیہ، خاتم النبیین، الصوارم الہندیہ، تفسیر خزائن العرفان مع کنز الایمان، تفسیر ضیاء القرآن، جاء الحق، مقیاس حنفیت، مقیاس نور، مقیاس صلوۃ، مقیاس مناظرہ، مقالات امینیہ، القول الجلی، انفاس العارفین، خیر کثیر، فیوض الحرمین اور انتباہ وغیرہ۔

صاحبزادہ محمد ...
نقشبندی، قادری، رضوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ و صحبہ اجمعین .اما بعد

بوقت اقامت صلاۃ جبکہ امام محراب میں موجود ہو تو امام ومقتدی کا حی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ یہ مسئلہ فقہ حنفی کی تقریباً تمام کتب میں لکھا ہوا ہے کہ احناف کا اس پر عمل ہے مذکورہ صورت میں اقامت صلاۃ سے پہلے یا اقامت شروع ہوتے ہی امام ومقتدی کے کھڑے ہونے کا ان ائمہ اربعہ میں سے کسی کا قول نہیں۔ ایک عرصہ سے آپ کو حنفی کہلانے والے کچھ نام نہاد لوگوں کا اس مسئلے کے خلاف عمل ہے وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی طرف سے حیلے بہانوں اور اعذار لنگ کے جوابات علماء ربانیین نے اپنے اپنے وقت میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ تحریری طور پر دیئے ہیں۔ اسی مسئلے سے متعلق رسالہ بنام تاریخی افارۃ جد الکرلمہ بسنۃ جلوس موتم حین الاقامۃ ہے جو کہ حضرت علامہ ابو المعانی محمد ابرار حسن صاحب صدیقی تلہری کا تصنیف فرمودہ ہے۔ فقیر نے اس رسالہ مذکورہ کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا بہت ہی مدلل و مبرھن پایا نظر انصاف اور نگاہ حق بیں سے جو بھی اسکا مطالعہ کرے اور وہ طلبگار حق ہو تو مسئلہ مذکورہ کا انشاء اللہ تعالیٰ قائل و معترف ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس رسالے کی طباعت جدیدہ کی سعی کرنے والوں کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین بجاہ سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

عبدالعزیز حنفی غفرلہ

مفتی عبدالعزیز حنفی غفرلہ

رئیس دار الافتاء دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

۱۴ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DARUL ULOOM NAEEMIA
Block # 15, F. B. Area, Karachi.
Phones : 6324236 - 6314508

دار العلوم نعیمیہ
بلاک نمبر ۱۵، فیڈرل بی ایریا کراچی

تاریخ: مورخہ 11 مارچ 2002ء

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ اللعالمین سیدنا و مولینا محمد و علی الہ و صحبہ اجمعین

مولانا ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی تلہری کا رسالہ مسمّی افازۃ جد الکرلمۃ بسنۃ جلوس موتم حین الاقامۃ کا موضوع یہ ہے کہ جب امام محراب میں موجود ہو اور نماز کیلئے اقامت کہی جائے تو امام و مقتدی سب کو ابتدا کھڑے ہونے کے بجائے حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ یہ فقہ حنفی کا متعارف و مسلمہ مسئلہ ہے اور تمام امہات کتب فقہ حنفی و فتاویٰ میں موجود ہے۔ اس مسئلے کا مسلکی خلافیات سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مسئلے کو لوگوں نے خواہ مخواہ وجہ نزاع کیوں بنا رکھا ہے اسکا سبب ضد کٹ حجتی اور انا پرستی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ زیر بحث کتاب ۱۳۴۶ھ کی مطبوعہ ہے، دلائل سے مزین و مبرہن ہے اور اس پر اس دور کے اکابر علمائے کرام واہل فتویٰ کے تائیدی و توثیقی دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔

امید ہے قارئین کرام اس کتاب کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر معروضی انداز میں فرمائیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو انشاء اللہ العزیز اپنے اذہان کو قبول حق کیلئے آمادہ پائیں گے۔

اللھم ارنا الحق حقا والرزقنا الاستقامۃ و ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و صحبہ اجمعین

مفتی منیب الرحمٰن
مہتمم دار العلوم نعیمیہ
بلاک فیڈرل بی ایریا کراچی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیر سرپرستی، دارالعلوم امجدیہ ٹرسٹ کراچی
اہل سنت وجماعت کی دینی درسگاہ

جامعۂ انوار القرآن

ایس ٹی ۷، مدنی مسجد گلشن اقبال بلاک نمبر ۵، کراچی

فون جامعہ
۴۹۶۲۷۸۸
فون مرکز
۴۹۱۹۰۱۱

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الامین وعلی اله و صحبه اجمعین

مولانا زاہد حسین چشتی فاضل درسیات دار العلوم امجدیہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب لائق صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اب سے ستر برس پہلے مخدوم اہل سنت ممتاز عالم دین مولانا محمد ابرار حسن صدیقی تلہری کے رسالہ افازۃ جد الکرلمۃ بسنۃ جلوس مؤتم حین الاقامۃ حی علی الفلاح پر امام و مقتدی کے کھڑے ہونے کے استحباب کو نہ صرف کتب فقہ بلکہ علماء واکابرین کے تصدیقات سے مزین رسالہ کو از سر نو زیر طباع سے آراستہ کرانے کا اہتمام کیا یہ امر واضح ہے اور بلا نکیر بغیر کسی شرط مشروط اور بغیر کسی قیل و قال اور اختلاف کے حی علی الفلاح پر امام و مقتدی دونوں کا بصورت موجودگی امام بر مصلی امامت کھڑا ہونا مستحب ہے۔ اس کے برخلاف عمل کو مکروہ ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ کتب فقہ میں یہ مسئلہ اپنی تین صورتوں کے ساتھ تفصیل سے مذکور ہے۔

۱۔ پیچھے سے امام آرہا ہو تو جہاں جہاں سے امام گذرتا جائے مقتدی کھڑے ہوتے جائیں گے۔

۲۔ پہلی صف سامنے کمرے سے نکل کر آرہا ہو تو مقتدی قد قامۃ الصلوۃ پر کھڑے ہو جائیں گے جیسے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ **لا تقوموا فی الصف حتی ترونی خرجت** سے واضح ہے۔

۳۔ امام و مقتدی دونوں مسجد میں اپنی اپنی جگہ ہوں تو امام اور سارے مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے اگر ذرا سا سنجیدگی سے غور کیا جائے تو حی علی الصلوۃ سے قبل کے جملے ثنائے الٰہی مؤذن جسکو ضامن قرار دیا گیا ہے اس کا حی علی الصلوۃ کہنا حکم ہے لہٰذا اصولاً جب یہ وقت آئے تو کھڑا ہونا ہے۔ صفوں کی درستی کا بہانہ جو عام طور پر عذر لنگ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے شرعی اور تاریخی نقطہ نظر سے اقامت مکمل ہو جانے کے بعد صفوں کی درستگی کا مرحلہ آتا ہے اسی لئے حضور ﷺ اقامت کی تکمیل پر فرمایا کرتے تھے: صفوا صفوفکم اور آج بھی حضور ﷺ کے اس فرمان کی تابعداری خانہ کعبہ میں اقامت کے بعد بخوبی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

نوٹ: کسی شرعی مسئلہ پر عملدر آمد نہ کیا جانا اور لوگوں کی عادت بن جانا، مسئلہ کی شرعی حیثیت کو مجروح نہیں کرتا، لہٰذا اندریں صورت مولانا زاہد حسین چشتی صاحب کی یہ کاوش احقاق حق کیلئے ایک بھولے ہوئے مسئلے کو دوبارہ بروئے کار لانے کیلئے قابل ستائش ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ نماز اسکے تمام آداب کے ساتھ پڑھی جائے کہ یہ ہی منشائے اسلامی ہے۔ لہٰذا فرض، واجب، سنت و مستحب علی وجہ الکمال ہونا چاہئیے تاکہ نماز کے پورے آداب کے ساتھ پڑھی جانا مقصود ہو اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

محمد حسن حقانی
جنرل سیکریٹری
جامع مدنی مسجد گلشن اقبال کراچی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ: 26-2-2002

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ و صحبہ اجمعین . اما بعد

محترم مولانا زاہد حسین چشتی دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں تشریف لائے۔ ہاتھ میں کتاب موجود، مجھ سے فرمایا؛ کتاب ہذا چھاپنی ہے، اسے مطالعہ فرمائیں اور تقریظ لکھیں۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کتاب ۱۳۴۶ھ میں حضرت علامہ ابو المعالی محمد ابرار حسن صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے اور سن مذکور میں طبع ہوئی۔ کاتب الحروف نے کتاب مذکور کے اوراق عدیدۃ کا مطالعہ کیا۔ مطالعہ کتاب سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ مصنف حقیقت میں زبدۃ الراسخین، قدوۃ الفضلاء المحققین، نجم نجوم الاھتدا، فخر ائمۃ الاقتداء، سراج الملۃ والدین کے اوصاف سے متصف ہیں۔ اتنے مراتب رفیعہ پر فائز عالم دین کی تحریر کردہ کتاب پر میں تقریظ تو نہیں لکھ سکتا البتہ فقہ حنفی کے کتب میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا تحریر ہے (بوقت اقامت) میں نے اپنے دادا مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل کو ہمیشہ اس امر مستحب پر عامل پایا اور خود بھی عامل ہوں۔ مزید معلومات کتاب ہذا سے میسر ہوں گے، نہایت سہل اردو میں مسئلہ مذکورہ پر اتنی جامع کتاب پہلی مرتبہ سامنے آئی، اس نایاب علمی خزانہ کو مسلمانوں کے علمی فائدہ و فوائد کثیرہ کے حصول کیلئے حضرت پیر طریقت مولانا محمد عبدالشکور صاحب و مولانا زاہد حسین چشتی صاحب دوبارہ منظر عام پر لانے کی سعی کر رہے ہیں۔ بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کی سعی جلیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد جان نعیمی

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی (سندھ)

کوڈ نمبر ۷۵۰۸۰

فون دارالعلوم ۵۰۹۰۰۴۳ — ۵۰۹۶۹۰

گھر ۴۰۱۳۹۱

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لا ایمان لمن لا محبۃ لہٗ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الامین وعلی الہ و صحبہ اجمعین . اما بعد

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی اور مسرت ہوئی کہ حضرت صاحبزادہ پیر طریقت علامہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب حفظہ اللہ اور مولانا زاہد حسین چشتی کے تعاون سے ایک نایاب کتاب (قیام عند حی الفلاح) جو ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی تھی جو اکابرین اہل سنت دوبارہ منظر عام پر لا رہے ہیں۔ مذکورہ کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا جو روشن تحقیق اور مضامین نفیسہ پر مشتمل ہے۔

مسئلہ قیام عند حی علی الفلاح کو نصوص واضح سے اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ اگر مخالف بھی تعصب کا عینک اتار کر پڑھے تو انکو بھی بغیر قبول کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ رب العالمین جل جلالہ سے دعا ہے کی حضرت صاحبزادہ صاحب اور انکے معاونین کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط

احقر محمد جان نعیمی عفی عنہ

فقط احقر محمد جان نعیمی عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

تاریخ: 31 جنوری 2002ء

حامداً و مسلماً اما بعد

کتاب بنام تاریخی افازۃ جد الکرلمۃ بسنۃ جلوس مؤتم حین الاقامۃ (از تصنیف حضرت علامہ ابو المعانی محمد ابرار حسن صاحب صدیقی تلمری) پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سعی جمیلہ بروئے کار لا کر امام و مقتدی کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا۔ اس مسئلے کو دلائل کیساتھ ثابت کیا ہے یقیناً قارئین کیلئے بے حد مفید اور بالخصوص علماء کرام کیلئے گرانقدر سرمایہ ہے اللہ تعالیٰ علامہ مرحوم کی قبر روشن کرے اور انکا فیض تاقیامت جاری رہے اور کتاب ہذا کی طباعت جدیدہ کی کوشش کرنے والے پیر طریقت صاحبزادہ عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم کی اللہ تعالیٰ عمر دراز فرمائے اور انکا مذہبی و روحانی فیض تاقیامت جاری رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ: ۷ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

افازۃ جدالکرلمہ بہتہ جلوس مؤتم مبین الاقامہ (قیام عندالفلاح) جو کہ ۱۳۴۶ھ میں طبع ہوئی تھی اس کتاب کے مصنف فاضل جلیل حضرت علامہ محمد ابرار حسن صدیقی ؒ ہیں۔ مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع پر جامع اور دلائل سے مزین ہے۔ اس نایاب کتاب کو منظر عام پر لانے کا شرف ہر دلعزیز علمی و روحانی شخصیت پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالشکور فاروقی نقشبندی قادری رضوی دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مفتی اعظم ہندؒ و زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ فیض آباد شریف مانسہرہ ہزارہ کو حاصل ہوا۔ مولا تعالیٰ حضرت پیر صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور فروعی مسائل میں اہل سنت کو ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ نبی رحمت ﷺ

فقط

محمد رضاء المحسنی قادری
امیر جماعت اہلسنت پاکستان حیدرآباد سٹی
خطیب جامع مسجد ذوالفقار ہیرآباد حیدرآباد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مآخذ و مراجع

۱۔ درمختار
۲۔ مجمع الانہر
۳۔ ملتقی الابحر
۴۔ مراقی الفلاح
۵۔ طحطاوی علی المراقی
۶۔ طحطاوی علی درالمختار
۷۔ بحرالرائق
۸۔ بخاری شریف
۹۔ مسلم شریف
۱۰۔ ردالمحتار
۱۱۔ فتاوی رضویہ
۱۲۔ بدائع
۱۳۔ مضمرات
۱۴۔ ایضاح
۱۵۔ تبیین الحقائق
۱۶۔ نووی شرح مسلم
۱۷۔ عمدۃ القاری
۱۸۔ فتح الباری
۱۹۔ ملا مسکین شرح کنز
۲۰۔ فتح المعین شرح کنز
۲۱۔ شرح غرر
۲۲۔ وقایہ
۲۳۔ جامع الرموز شرح وقایہ
۲۴۔ تنویرالابصار
۲۵۔ عالمگیری
۲۶۔ بزازیہ
۲۷۔ مصنف عبدالرزاق
۲۸۔ ظہیریہ
۲۹۔ درالمنتقی
۳۰۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۳۱۔ موطا امام محمد
۳۲۔ عمدۃ الرعایہ
۳۳۔ اشباہ
۳۴۔ شلبی حاشیہ زیلعی
۳۵۔ شرح وہبانیہ
۳۶۔ خزانۃ الفقہ
۳۷۔ بیضاوی
۳۸۔ جلالین
۳۹۔ مدارک
۴۰۔ خازن
۴۱۔ تفسیرات احمدیہ
۴۲۔ قاموس
۴۳۔ مجمع بحار الانوار
۴۴۔ کتاب الآثار
۴۵۔ مالابدہ
۴۶۔ عینی
۴۷۔ السعایہ
۴۸۔ حلیۃ المحلی
۴۹۔ اشعۃ اللمعات
۵۰۔ محیط

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھ ناشر و مہتمم کے بارے میں

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد عبدالشکور نقشبندی قادری رضوی نوری

ایک علمی وروحانی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں

آپ کے والد ماجد جناب قاضی محمد حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم ومغفور حضرت عبدالحق خیر آبادی کے شاگرد تھے اور آپ کے جد امجد خواجہ محمد گل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجاہد تحریک آزادی حضرت امام المناطقہ حضرت فضل حق خیر آبادی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ہر دو بزرگوار اپنے وقت کے بہترین فقیہ اور مدرس تھے۔ اور ہر وقت تشنگان علوم کا جمگھٹ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ جب حج شریف کو جاتے تو طلباء کرام بھی ہمراہ ہوتے۔ اور علوم کی تکمیل ہوتی رہتی اسی طرح عمر شریف کا بیشتر حصہ دینی علوم کی تعلیم و تعلم اور روحانی فیوض وبرکات سے عوام وخواص کے دلوں کو منور کرنا۔ اور اصفیاء کے عقیدہ پر مضبوط رہنے کی تلقین میں گزری اور خود قبلہ پیر عبدالشکور صاحب حضور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور حضور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں اور تصوف میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں آپ ایک انتہائی منکسر المزاج، محبت وہمدردی اور شفقت ورحمت کا پیکر ہیں اور مسلک حق اہل سنت و جماعت بریلوی کے سچے علمبردار اور خدمت گزار ہیں آپنے اپنی زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے وقف کی ہوئی ہے آپکا تعلق مانسہرہ ہزارہ سے ہے اور حیدرآباد و کراچی اور سندھ و پنجاب میں آپکے مریدین ومحبین ومعتقدین کی ایک خاصی تعداد پھیلی ہوئی ہے جن کی روحانی تربیت کے سلسلہ میں آپ اکثر وبیشتر ان علاقوں کا دورہ فرماتے رہتے ہیں اور جگہ جگہ روحانی آستانے قائم ہیں مانسہرہ ہزارہ میں آپنے دارالعلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف قائم کیا ہوا ہے جہاں حفظ وناظرہ وتجوید وقراءۃ قرآن کریم و درس نظامی کی تعلیم جاری ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ جگہ جگہ علمی وروحانی فیض لٹا رہے ہیں۔ آپ کو بریلی شریف سے خاص لگاؤ ہے اور کیوں نہ ہو کہ دور موجود میں بریلی شریف مسلک حق اہل سنت و جماعت کی پہچان بنا ہوا ہے اسلئے کہ اس سرزمین سے ایک اللہ والے کا ظہور ہوا جس نے تمام لوگوں کو گمراہی اور بدعقیدگی کے گڑھے میں گرنے سے بچا کر حضور سید العالمین ﷺ کے عشق ومحبت کا سچا درس دیا۔ اور آپ کے ہونے کی راہ دکھائی اور باور کرایا۔ کہ یہی وہ متاع عزیز ہے۔ جو کامرانی سربلندی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اور ایسے تمام حضرات جو مسلمانوں کے قلوب سے عشق ومحبت رسول ختم کرنا چاہتے تھے اور نئے نئے عقائد گھڑ کے مسلمانوں کے دین وایمان کو خراب کر رہے تھے انکے خلاف ہو گئے پھر اس مرد حق آگاہ، بوریا نشین نے تن تنہا علم جہاد بلند کیا مسلمانوں کے دین وایمان کی بھرپور انداز میں پاسداری کی انہوں نے فرمایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مومن ہے وہ جو ان کی عزت پر مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے
لحد میں عشق شاہ رخ کا داغ لے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

خبردار کرتے ہوئے کہا

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

پھر کیا تھا اسوقت کے بڑے بڑے محدثین ومفسرین، معقولین ومنقولین، مشائخ عظام وعلماء کبار اس علم جہاد کے نیچے جمع ہوتے گئے اور یوں ایک لشکر بن گیا ایک جماعت وجود میں آگئی جس نے بھرپور انداز میں دشمنان رسول ﷺ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اسی جماعت کے قائد اسی لشکر عشق کے سالار کا نام نامی اسم گرامی ہے اعلیحضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا بریلوی ہے کون سا ایسا سنی ہوگا جسے اپنے امام سے پیار نہ ہوگا اور کیوں نہ ہوگا کہ اس نے پیارے نبی ﷺ سے پیار کا درس دیا آج ہمارے ایمان جو سلامت ہیں اسی پیارے امام کے پیارے درس کا صدقہ ہیں یہی پیار ومحبت قبلہ پیر عبدالشکور صاحب کو فراغت کے بعد جولائی 1962ء میں کشاں کشاں بریلی شریف لے گیا یہ وہ وقت تھا جبکہ شہزادہ اصغر اعلیحضرت، راقم الحروف کے مرشد گرامی سیدی وسندی، مرشدی ومولائی، ذخری لیومی وغدی امام العارفین، سراج السالکین، سند العلماء اور الفاضلین، عمدۃ المحققین حضور قبلہ مفتی اعظم ھند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد پر جلوہ گر تھے اور تشنگان علم وفضل کی پیاس بجھا رہے تھے اور راہ حق کے متلاشیوں کو راہ ہدایت دکھا رہے تھے۔ اور طلبگاران معرفت وحقیقت کو واصل باللہ کر رہے تھے قبلہ پیر عبدالشکور صاحب نے حضور قبلہ کی خدمت عالیہ میں پورے 99 دن گزارے اور فیض صحبت اٹھاتے رہے اللہ والے تو ایک نظر میں کہیں سے کہیں پہنچاتے ہیں اس 99 دن کی صحبت نے قبلہ پیر عبدالشکور صاحب کو کیا کچھ عطا نہ کیا ہوگا۔

اس کا اندازہ اسی سے لگائیے کہ حضور مفتی اعظم ھند علیہ الرحمۃ نے قبلہ پیر عبدالشکور صاحب کو اسی سفر میں اپنی اجازت وخلافت سے نوازا اور کاملین کسی کو اپنی اجازت وخلافت اسی وقت عطا فرماتے ہیں جب کسی کو کندن بنا دیتے ہیں۔

کچھ کتاب ھذا کے بارے میں

حضور مفتی اعظم ھند علیہ الرحمۃ نے قبلہ پیر صاحب کو اسی سفر میں تحفۃً 11 کتب عطا کیں اور ارشاد فرمایا "یہ تحفہ ہے کبھی کام آئے گا"۔ انہیں 11 کتب میں سے ایک یہ کتاب بھی ہے جو اسوقت آپکے ہاتھوں میں ہے اور پیر صاحب اس کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کتاب کے مصنف علامہ مفتی محمد ابرار حسن صدیقی تلہری الرحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے مفتی تھے آپکی خدمت میں ایک سوال ہوا کہ اقامت کے وقت امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں آپ نے مسلک احناف بیان فرمایا کہ امام اور مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور اسپر دلائل کا انبار لگایا اور مسلک احناف کی اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ جس کو پڑھکر اہل علم کی آنکھیں روشن ہوں اور اس کتاب کا تاریخی نام ۱۳۴۶ھ "افازۃ جداالکرامۃ بسنۃ جلوس موتم حین الاقامۃ" ہے اس کتاب کو لکھے ہوئے تقریباً ۸۱ سال ہو چکے ہیں۔ اس کتاب پر تصدیقات فرمانے والے بھی اکابر علماء اھلسنت ہیں

۱۔ حضور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (شہزادہ اکبر اعلحضرت)

۲۔ حضور مفتی اعظم ھند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ (شہزادہ اصغر اعلحضرت)

۳۔ حضرت علامہ مفتی تقدس علیخاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (نواسہ اعلحضرت)

۴۔ حضرت علامہ احسان علی مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت علامہ اولاد رسول محمد میاں برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین مارہرہ شریف)

۶۔ حضرت علامہ نورالحسن رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ اسکے بعد ایک فتوی حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی موضوع پر اسی کتاب کے ساتھ ہے جس پر درج ذیل اکابر علماء کرام کی تصدیقات درج ہیں

۸۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ (مصنف صحیح البہاری وخلیفہ اعلحضرت)

۹۔ علامہ محمد اسحاق بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ علامہ محمد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ علامہ محمد نہال الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ علامہ محمد عبداللہ بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ علامہ محمد حفیظ اللہ بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ علامہ یار محمد بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ علامہ محمد خلیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ علامہ محمد علی ابوالھدی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ علامہ ابوالوحید عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ علامہ اکبر علی رضوی بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ علامہ محمد نعمت اللہ بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ علامہ محمد عمر بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ علامہ الحامد عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ علامہ ابوالرحیم محمد ایوب الرحمۃ اللہ علیہ (نواسہ مولانا عبدالحی لکھنوی)

۲۳۔ علامہ محمد اوحدالدین حسن رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ علامہ محمد شفیع حجۃ اللہ الانصاری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ علامہ محمد عبدالقیوم الانصاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ علامہ محمد محسن رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ علامہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ علامہ سید ابو یوسف علامہ محمد امانت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ علامہ محمد امانت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و

۳۱۔ اسکے بعد ایک مفصل فتوی علامہ محمد صفی الرحمٰن بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور درج ذیل اکابر علماء کرام کی تصدیقات ہیں

۳۲۔ حضور قبلہ اعلیٰحضرت سید محمد علی حسین اشرفی کچھوچوی (سجادہ نشین کچھوچھہ شریف)

۳۳۔ حضرت علامہ ابو المعین محی الدین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت علامہ ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت علامہ محمد افضل الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت علامہ محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ پھر ایک مفصل فتوی حضرت علامہ برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے

۳۸۔ پھر ایک مفصل فتوی حضرت علامہ ابو الحامد محمد عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس پر درج ذیل علماء کرام کی تصدیقات ہیں

۳۹۔ حضرت علامہ ابو القاسم محمد عتیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی

۴۰۔ حضرت علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ حضرت علامہ محمد امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۲۔ حضرت علامہ ابو الحامد سید محمد اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔ حضرت علامہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔ حضرت علامہ محمد صفی الرحمٰن بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب کیا ہے علم کا ایک ذخیرہ ہے اہل علم و تحقیق کیلئے اس میں تحقیق و دلائل کا ایک انبار ہے اور جا بجا علمی جواہر موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر یہ ایک منفرد اور بے مثال کتاب ہے بہت ہی مبارکباد کے لائق ہیں حضور قبلہ علامہ پیر عبد الشکور نقشبندی قادری رضوی نوری صاحب جنہوں نے اس محققانہ تصنیف کو منظر عام پر لانے کا بیڑہ اٹھایا اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کی عمر میں مزید برکت اور ترقی عطا فرمائے اور آپکے فیوض و برکات کو پھیلائے آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم ابد

از

یکی از غلامان مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

(مفتی) محمد عبد الرشید احمد نوری

مہتمم جامعہ امام احمد رضا حیدر آباد

۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ ۱۲ نومبر ۲۰۰۲ء بروز سہ شنبہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامد المن وفقنا احیاء سنۃ سید الابرار حسن المصطفین الاخیار والصلوٰۃ والسلام علی بدر التمام سیدنا و مولٰنا محمد الکرام وعلیٰ الہ وصحبہ الکرام ما اذن مؤذن واقام بعد من صلی وصام وقعد وقام

سخت تعجب شدید حیرت

دنیا میں جھگڑے بکھیڑے فتنے قصے قضیے جنگ و جدال و نزاع و حرب و فساد بھی کچھ ہوتے رہتے ہیں اور جبتک دنیا قائم ہے صلح و آشتی محبت و وداد اور جنگ و جدال عداوت و فساد کا سلسلہ تو رہیگا۔ دنیا میں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں کسی بات پر نزاع ہو جانا کچھ تعجب خیز نہیں دنیا میں ہر قسم اور ہر مشرب کے لوگ آباد ہیں کوئی بڑی سی بڑی بات پر نہیں لڑتا جبتک اوسکی ذات یا اوسکی کسی بات پر سخت نقصان عظیم کا سکوت سے قوی اندیشہ نہ ہو نہیں بگڑتا یا جبتک نفعہ ایسا نہو جس سے ما ملکا کوئی دینی یا دنیوی ضرر ہو نہیں جھگڑتا۔ اور کوئی ذرا ذرا سی بات پر گو وہ کیسی ہی ذلیل و حقیر ہو لڑ جاتا بگڑ جاتا۔ بپھر جاتا بکھر جاتا ہے اور وہ بھی ایسا کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ تو نزاع کیلئے دنیا میں کوئی امر عظیم درکار نہیں چھوٹی چھوٹی یا تو تو میں میں لڑائی ہو جانا کچھ حیرت انگیز نہیں۔ فصل مقدمات و قطع خصومات کیلئے ہمیشہ سے یہی اصول چلا آتا ہے۔ ادنیٰ و اعلیٰ چھوٹا اور بڑا عظیم و عظیم تر ہر امر اس اصول زریں سے طے ہو جاتا ہے۔ ہر فریق اوسکے حضور سر جھکا دیتا ہے اور حکم جو فیصلہ دے اوسے سچائی سے تسلیم کر لیتا ہے اور اگرچہ نفس پر گراں بھی ہو جب بھی وہ حکم کے فیصلہ پر گردن رکھدینا ضروری جانتا ہے اور کسی کو حکم ٹھہرا کر پھر اوسکے فیصلہ سے سرتابی کو ایک بہت بڑا اور نہایت بڑا عیب یقین کرتا ہے اور اسی تو ہر وہ شخص جسکے دماغ میں ذرا سی عقل ہو نہایت ظلم عظیم اور شدید ترین جرم اعتقاد کرتا ہے کہ حکم کے ایسے روشن و واضح صریح و مشرح فیصلہ کو جو کھلے طور پر باعلان تمام اپنی مخالف کو ڈگری دیا ہوا اپنے موافق بتایا جائے اور اتنا ہی نہیں کہ اپنی وامن مجلس میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ چاہیے پڑھوں کو ایسا باور کرایا جائے ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ چھاپ کر دیکھے کی نوبت خاص و عام
میں اسکا اشتہار دیا جائے کہ پنچوں نے فیصلہ میرے حق میں دیا ہے مجھے بہر صورت ختم پر ڈگری عنایت کی
ہے۔ غرض کسی چھوٹی یا بڑی بات پر لڑائی کا اچنبا نہ ذراسی بات کا جھگڑا بننا اچنبا مگر سخت حیرت اور
شدید تعجب اور حد درجہ اچنبا آج انکا ہے کہ جو امر حکم کے حکم سے طے ہو گیا اور جو مقدمہ پنچ حضرات کے حضور
پیش ہو کر فیصل ہو لیا اور جھگڑا ختم ہو جانا چاہیے تھا اور جو لڑائی اپنی حد کو پہنچ کر ختم ہو جاتی اور جو عداوت
انتہا کو پہنچ کر قطع ہو جانی چاہیے تھی وہ ویسے ہی برقرار رہی اور اس میں ذرا بھی کمی نہ آئی بلکہ بجائے
قطع نزاع کے دوسرا دور۔ اور نزاع کا کھل گیا اچھا فیصلہ ہوا افسوس اور ہزار افسوس کہ بعض بیشمار مسلمانوں بلکہ ہمارے
بھائیوں کی یہ ردی حالت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ ان میں جو ذراسی بات پر نزاع ہو بس وہ انتہا ہے دنیا میں
اعلم سے اعظم قضیے اہم سے اہم قصے آن کی آن میں طے ہو جائیں کیسا ہی بڑا جھگڑا ہو بات کی بات میں چٹکی بجاتے
چک جائے سلطنتوں کے معاملے ذراسی دیر میں طے ہو جائیں مگر ذرا ذرا سی بات نہ مٹنے والا قضیہ اور قیام
قیامت تک جاری رہنے والا قصہ وہ ہے جو ذراسی غلط فہمی کی بنا پر دو مسلمانوں میں اٹھ کھڑا ہو ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اے مسلمانوں اب تو ہوش سنبھالو فہل انتم منتھون ہمیں رونا اگر یہ ہوتا کہ بے پڑھے
عامی جہال میں یہ کٹھ حجتیاں ہوتیں۔ آہ آہ رونا اور آج مرثیہ پڑھنا تو اس کا ہے کہ جہال کے معاملے پنچایت سے
طے ہو جاتے ہیں ان پڑھوں کے قضیے لوگوں کے فیصل کیے فیصل ہو جاتے ہیں مگر وہ جو نور علم سے اپنی آنکھوں کو
منور جانتے ہیں جو سروں کو لڑائی جھگڑے سے سیدھا کرنا چاہتے ہیں انکی اپنی حالت وہ ہو جو مذکور ہوئی اور جس کا
نعوذ باللہ مشاہدہ طرح طرح ہوتا ہے الا ماشاء اللہ ہمارا ایسوں کی ایسی حالت دیکھ کر حیرت کا نمونہ اور تعجب کا پیکر مجسمہ
ہو جانا کچھ بھی تعجب کی چیز نہیں ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی جب عالم کہلانے والوں کی حالت یہ کچھ ہوگی
عوام کی کیفیت کیا کچھ نہ ہو جائیگی

اب آپ یہی دیکھیے یہ مسئلہ قیام عند حی علی الفلاح کیا ایسا مسئلہ تھا جس پر اتنا عظیم نزاع ہو جاتا یہ مسئلہ
خود واضح تھا خیر غلط فہمی انسان کے اپنے بس کی چیز نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک واضح بات کسی وقت سمجھ میں نہ آئے
مگر نزاع کو اسکی حد سے تابحد ثریا دینا تو ہر طرح اپنے اختیار ہی کی بات ہے۔ فرعی مسئلہ اگر مختلف فیہ بھی ہو جائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا وسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ فریقین کے اخلاق پر اوس سے کوئی بد اثر نمایاں ہوا وہ سبب رنجش و عداوت ہوگئے یہ بھی ہوا تھا
کہ جب فریقین نے علما کی عدالت میں استفتا کیا تھا اور علما نے فتویٰ دیدیا تھا وہ فتویٰ قطع خصومت کیلیے بس سمجھا جاتا یہی ہوا تھا تو بعض حضرات
علما کو پنچ بنا لیا تھا اونہیں کے فیصلہ پر گردن رکھدی جاتی تو آگے نزاع کا دروازہ قطعاً مسدود کردیا جاتا مگر نہیں ہوا بجائے قطع نزاع
اول کے بعض مخالفین نے پھر جو بے دینی ایک دروازہ نزاع اور کھول لیا یعنی اوس فیصلہ کو توڑ مروڑ کر اپنے موافق مقصود بنا لیا یا پہلا
مناظرہ تو اپنی جگہ رہا علما اور پنچ حضرات کے طے کیے بھی نہ طے ہوا یہ دوسرا اور شروع ہوگیا ہر فریق کا دعویٰ ہے کہ فیصلہ
میرے حق میں ہوا مجھے ڈگری دے گئی ہے۔

فیصلہ علما کے یہ وضعی کلیے کہ جو لوگ مستحب جانکر حی علی الفلاح تک بیٹھے رہتے ہیں اونکو اسکے خلاف
کرنیکی ہدایت نہیں چاہیے کہ اون کو بے وجہ اونکے ثواب سے محروم رکھنا ہے صاف صاف یا علی مذاہ منادی کہ شروع
تکبیر سے کھڑے ہوجانا چاہیے کہ اسمیں قلت سے محرومی ہے بلکہ جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑے ہوں کہ یہی مستحب اور اسکا ثواب ہے
اول قیام کیلیے لوگونکو ہدایت کرنا اونکو ثواب سے محروم کرنا ہے۔ یہ امر تو ظاہر ہے کہ جو مستحب نہیں اوسے مستحب اعتقاد کرلینے سے تو ثواب
ہوتا نہیں بلکہ ایسا اعتقاد خود برا اعتقاد اور باعث ملامت ہے تو علما کا یہ فرمانا کہ بے وجہ اونکو اونکے ثواب سے محروم رکھنا ہے
باعلان [illegible] و آشکار کر رہا ہے کہ مستحب یہی ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں پہلے سے کھڑے ہوجانیکی [illegible] تب بھی نہیں ثواب حی علی
الفلاح پر کھڑے ہونے سے ہے تو یہیں فیصلہ علما کا یہ ارشاد کہ جو لوگ کھڑے رہتے ہیں انھیں خواہ مخواہ بٹھانیکی کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ وہ
کوئی گناہ نہیں کرتے یعنی جو لوگ پہلے سے کھڑے رہتے ہیں اگرچہ خلاف مستحب کرتے ہیں مگر وہ گناہ نہیں ایسا ہی جیسے دوستی [illegible] چاہ
کر وہ بھی بیٹھیں ایسی کوشش گناہ ہے تاہم بعض آجکل نہ صرف [illegible] خلاف مستحب [illegible] دیکھنا نہ دیکہ کہ وہ بھی کوئی گناہ نہیں کرتے صاف اعلان
دور ہاکہ مستحب بیٹھنا ہی ہے یہانتک کہ مکبر حی علی الفلاح کہے ایسے کھلے فیصلہ کو مخالف نے [illegible] دستاویز بنایا اور وہ علما کا دعویٰ [illegible] کہ ہم
اپنے کی بات [illegible] حاصل کلام یہ ہے کہ وہ جو کام کرتا ہے اوسکے نتیجہ و انجام پر نظر رکھتا ہے ان بعض مخالفین نے اسپر بھی نظر نہ کی [illegible]
بھی [illegible] اور اپنی بات کی پچ کے شوق میں ایسے ہوش کھوئے کہ فوراً فیصلہ اپنے موافق ہونیکا بالاعلان [illegible] عوام گروہ کا
نہ سمجھ سکیں [illegible] کیا [illegible] فیصلہ [illegible] سمجھینگے کوئی ذرا سی سمجھ رکھتا ہو وہ اس فیصلہ کو ہرگز [illegible]
کے موافق سمجھا جائیگا تو ان مخالفین کو یہ سمجھنا تھا کہ ہم جس قسم فیصلہ کو اپنے موافق باور کرانا چاہتے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوگا [illegible] ایسا
بھولی [illegible] کہ جب ان مخالفوں کی یہ حالت ہے کہ ایسے صریح مخالف فیصلہ کو اپنے موافق باور کرانا چاہتے ہیں تو ان کی ایسی حالت میں کیا کچھ کرسکتی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء اہل سُنّت والجماعت مذہب احناف سے

سوال

جناب مکرم عالم اہلسنت والجماعۃ دام فیضہ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید وبکر دو عالم سنی المذہب آپس میں مختلف ہوگئے ہیں دونوں کے دلائل لکھے جاتے ہیں جو حق و انصاف ہو اوسکو تحریر فرمائیں واحکم بینھما بالحق زید کا قول ہے کہ تکبیر ہوتے وقت امام و مقتدی کو بیٹھے رہنا اور حیّ علی الفلاح سنکر کھڑے ہونا مستحب ہے اور شروع تکبیر سے کھڑے رہنا مکروہ ہے (عالمگیری وغیرہ کتب فقہیہ) بکر کا قول ہے کہ یہ مسئلہ عام نہیں بلکہ خاص اُس صورت میں ہے جبکہ امام و مقتدی محراب کے قریب ہوں اور اگر محراب سے دور ہوں تو جب امام محراب کی طرف چلے اور جس صف کے پاس پہنچے اوس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں اور اگر آگے سے آیا تو امام پر نظر پڑتے ہی سب کھڑے ہو جائیں جیسا کہ البحر الرائق درمختار مجمع الانہر مراقی الفلاح عالمگیری وغیرہ وغیرہ میں کمال تشریح سے مذکور ہے عبارت بحرالرائق و درمختار یہ ہے ان کان الامام بقرب المحراب والا یقوم کل صف ینتھی الیہ الامام وھو الاظھر وان دخل من قدام وقفوا حین یقع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بصرھم علیہ الخ اور بکر یہ بھی کہتا ہے کہ شروع تکبیر سے کھڑے رہنا مکروہ بھی نہیں
علامہ طحطاوی حنفی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں الظاھر انہ احتراز عن
التاخیر لا التقدیم حتی لو قام اول الاقامۃ لاباس اور شروع
سے کھڑے رہنا کیونکر مکروہ کہا جا سکتا ہے جبکہ عموماً حضرات صحابۂ کرام شروع
سے کھڑے رہا کرتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم کی متعدد حدیثوں سے ایک حدیث
بخاری یہ ہے اقیمت الصلوٰۃ فسوی الناس صفوفھم فخرج رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فتقدم فتح الباری میں بروایت ابن شہاب ہے ان الناس
کانوا ساعۃ یقول المؤذن اللہ اکبر یقومون الی الصلوٰۃ فلا یاتی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مقامہ حتی تعتدل الصفوف ان حدیثوں سے
معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام اللہ اکبر سننے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور حضور تشریف
لانے کے ساتھ ہی مصلے پر کھڑے ہو جاتے چنانچہ لفظ بخاری فخرج اور فتقدم سے ظاہر
ہے اور فقہاء کرام نے جو حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو لکھا ہے تو اوس کا مطلب
یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شروع سے نہ کھڑا ہوا ہو تو اب اس لفظ پر کھڑے ہو جانا اوسے
مستحب ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی حنفی نے تصریح کر دی الظاھر انہ احتراز عن
التاخیر لا التقدیم غرض حی علی الفلاح تک بیٹھنا شرعاً مطلوب و مندوب نہیں ہے
اسی وجہ سے محققین فقہاء نے قیام عند حی الفلاح کو مندوب لکھا کسی نے قعود الی حی
علی الفلاح کو مندوب نہیں لکھا اور حدیث و فقہ میں اسی صورت سے مطابقت ہو سکتی
ہے بکر کہتا ہے کہ اگر لا کہوں صحابۂ کرام سے کسی صحابی نے کبھی حی علی الفلاح تک قعود کیا
ہو تو بے شک قعود کرنا بہتر ہوگا ورنہ صرف جائز یا مباح کہا جائے گا اور شروع سے کھڑے
رہنے کو ہرگز مکروہ نہ کہا جائے گا اگرچہ عالمگیری میں مکروہ لکھا ہے مگر بے دلیل ہے
لہٰذا قابل تسلیم نہیں دیکھو اسی عالمگیری میں صیام ستہ شوال کو بروایت حضرت امام اعظم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مکروہ لکھا ہے حالانکہ بے دلیل ہے دوسرے فقہانے اس مسئلہ
عالمگیری کو تسلیم نہ فرمایا اور عام طور پر صیام ستہ کو مستحب و مندوب لکھا اور فقہ میں بہت
ایسے مسائل ہیں کہ کسی نے مکروہ لکھدیا مگر محققین فقہا کے نزدیک اوسکی کوئی
دلیل نہ ملی لہذا اوسکی کراہت تسلیم نہ فرمائی شامی و بحر وغیرہ میں کثرت سے
اس قسم کی عبارت ملتی ہے لایلزم منه الکراهة اذ لابد لها من دلیل
اگر تھوڑی دیر کے لیے ظاہر عبارات حضرات فقہاء کرام سے حی علی الفلاح تک
بیٹھنے کو مستحب سمجھ لیا جائے جب بھی شروع سے کھڑے رہنا فقہا کے طور پر
مکروہ نہ ہوگا کیونکہ ترک مستحب سے کراہت نہیں لازم آتی ہے بحرالرائق جلد ۲ میں
ہے لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهة اذ لابد لها من دلیل
خاص غرض اصول و ضوابط فقہیہ حنفیہ سے شروع سے کھڑے ہونے کی کراہت
نہیں ثابت ہوسکتی۔ میں نے اس کے متعلق ایک رسالہ مدلل و مفصل لکھا ہے
جس کا نام الکلام الحکم فی قیام الامام والموتم ہے لہذا
آپ دونوں میں غور فرما کر جو حق ہو اسکو تحریر فرمائیں خلاصہ قول بکر یہ
شروع سے نہ قیام مکروہ نہ قعود مستحب بلکہ اگر بیٹھا رہا تو حی علی الفلاح سنکر
کھڑے ہونا مستحب ہے دوسرا مسئلہ۔ بکر کا معمول ہے کہ وضو اور
سنتوں سے فارغ ہو کر مسجد میں ایسے وقت آتا ہے کہ لوگ وضو اور سنتوں سے
فارغ رہتے ہیں یا قریب فارغ ہونے کے رہتے ہیں تو آنے کے ساتھ ہی مصلیٰ پر
کھڑا ہو جاتا ہے اور اوس کو سنت کریمہ جانتا ہے جیسا کہ بخاری میں فخرج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم اور مسلم میں فاتی فقام مقامہ
سے ثابت ہے اور اوس کے بعد تکبیر شروع ہوتی ہے تو بکر اپنے مقتدیوں سے
کہتا ہے کہ اس صورت میں سب مقتدیوں کو کھڑے ہو جانا چاہیے جیسا کہ عبارات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقہیہ مذکورہ سے ثابت ہے والا فیقوم کل صف ینتہی الیہ الامام و نیز حدیث صحیح لاتقوموا حتی ترونی سے بھی مقتدیوں کا قیام کرنا سنت ہے۔ نیز یہ کہتا ہے کہ اس امام کو بھی آ کر مصلیٰ پر بیٹھ جانا چاہیئے۔ اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا چاہیئے بکر کہتا ہے کہ اس وقت بیٹھنے کے لیے کسی فقیہ نے تصریح نہ کی لہذا قابل تسلیم نہیں بلکہ اعلیحضرت فاضل بریلوی نے فتاوی رضویہ جلد دوم صفحہ ۵۰۸ میں ایسے امام کیلئے فرمایا اسے بیٹھنے کی بھی حاجت نہیں مصلے پر جائے اور حی علی الفلاح یا ختم تکبیر پر تکبیر تحریمہ کہے۔ اور صفحہ ۴۲۷ میں فرماتے ہیں پھر جب امام آئے اور تکبیر شروع ہو اس وقت دو صورتیں ہیں اگر امام صفوں کی طرف سے داخل مسجد ہو تو جس صف سے گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے آئے تو اوسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں۔ لہذا بکر کا یہ معمول فقہ حنفی اور فتاوی رضویہ کی تصریح کے موافق کیسا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بکر جب مسجد میں آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ مصلی کم ہیں یا زیادہ تر لوگ وضو اور سنتوں میں مصروف ہیں تو قرب محراب میں بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا ہے اور اوس انتظار کو بھی سنت نبوی جانتا ہے جب فارغ ہو جاتے ہیں تو تکبیر شروع کرا دیتا ہے اور ظاہر الفاظ فقہیہ کے خیال اور مقامی علماء کے موافقت کے لحاظ سے تکبیر ہوتے وقت بیٹھا رہتا ہے اور حی علی الفلاح سنکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس بیٹھے رہنے کو دلائل مذکورہ کی رو سے صرف جائز و مباح جانتا ہے پس بکر کا یہ عمل اور خیال کیسا ہے۔

تیسرا مسئالہ یہ ہے کہ زید بعد خطبہ جمعہ بھی جلوس کرتا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہوتا ہے بکر کہتا ہے کہ اس وقت کے لیے کسی فقیہ نے جلوس کی تصریح نہ فرمائی لہذا خطبہ کے بعد بیٹھنا نہ چاہیے بلکہ خطبہ سے فارغ ہو کر مصلیٰ پر کھڑا ہو جائے چنانچہ حضرت فاضل بریلوی کے فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ میں ہے یونہیں بعد خطبہ اسے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقتضا ہے نیز یہ منقول نہیں کہ خطبہ فرما کر تکبیر ہونے تک جلوس فرماتے ہیں یہ حکم قوم کے لیے ہے

چوتھا مسئالہ زید باوجود مستحب جاننے کے اس مسئلہ میں تشدد کرتا ہے اور شروع سے کھڑے سننے والے کو بار بار تاکید کرکے بیٹھاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ امر مستحب کے لیے یہ تشدد زیبا نہیں اور نہ مستحب کی یہ شان ہے۔

پانچواں مسئالہ یہ ہے جس میں زید و بکر دونوں حیران ہیں کہ فقہ میں جہاں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوجائیں وہاں امام و مقتدی دونوں کے واسطے لکھا ہے مگر حضرت فاضل بریلوی فتاوی رضویہ جلد دوم ص۴۰۹ میں لکھتے ہیں یہ حکم قوم کے لیے ہے۔ پھر ص۱۱۵ میں ہے امام کے لیے اس میں خاص کوئی حکم نہیں مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھکر سنیں الخ پھر ص۱۳ میں ہے مقتدیوں کو حکم یہ ہے کہ تکبیر بیٹھکر سنیں پس حضرت فاضل بریلوی کی یہ تخصیص قوم کی بظاہر عموماً کتب فقہیہ و نیز بہار شریعت کے تصریحات کے خلاف ہے اور اس سے زیادہ حیرت یہ کہ بہار شریعت کے آخر میں حضرت فاضل بریلوی ممدوح کی تصدیق موجود ہے پس حضرات علماء کرام اس کی تحقیق فرمائیں کہ کون صحیح ہے۔

بلا دلیل و حوالہ کتاب کوئی جواب نہ ہو۔

قال البکر

ماکنت قاطعا امراحتے افتونی فی امرے۔

پتہ

محمد ابراہیم

کچی باغ بنارس۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب ومنہ الہدایۃ الی الحق والصواب

مسئلہ قیام عند الاقامۃ میں فقہائے کرام نے تشقیق فرمائی ہے اولاً اوس کا سمجھ لینا ضرور ہے کہ بعونہ عزوجل یہ امر احقاق حق کے لیے کافی ہوگا اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق اولاً اگر امام مسجد میں محراب کے قریب وقت تکبیر موجود ہے تو اس صورت میں کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ تصریحات علماء سے ظاہر کہ اگر ایک شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے تو اختتام تکبیر تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پہنچے اوس وقت کھڑا ہو۔ امام زفر اور امام حسن ابن زیاد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اس میں اختلاف فرماتے اور قد قامت الصلاۃ پر کھڑے ہونے کا حکم دیتے ہیں مگر اس میں بھی اس قدر تفصیل ہے کہ مکبر جب قد قامت الصلاۃ پہلی مرتبہ کہے تو سب کھڑے ہوجائیں اور جب دوبارہ کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں کہ اون کے نزدیک مکبر کا قول قد قامت الصلاۃ قیام صلاۃ کی خبر دیتا ہے نہ حی علی الفلاح کہ اس میں صرف دعوت ہے اور مسارعۃ الی الصلاۃ کا حکم۔

ہمارے امام عالی مقام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اس کی وجہ کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیے یہ بیان فرمائی کہ حی علی الفلاح میں اس شے کی طرف دعوت ہے اور اوس امر کی جانب مسارعت کا حکم کہ جس میں اون کی فلاح و بہبود ہے تو اسکی اجابت ایک امر ناگزیر ہے اور اجابت کا حصول بلا عمل و فعل کے کہ وہ قیام اور مسارعت الی الصلاۃ ہے ناممکن کہ اجابت تو اسی صورت میں متصور ہوگی کہ ادھر مکبر حی علی الفلاح کہے اور ادھر لوگ اٹھ کر قیام اور مسارعت الی الصلاۃ کریں چاہیے تو یہ تھا کہ بیان سابق کی بنا پر حی علی الصلاۃ پر قیام کا حکم دیا جاتا مگر اس سے منع کیا گیا کہ اگر حی علی الصلاۃ پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیام کا حکم دیا جاتا ہے تو قول مکبر حی علی الفلاح لغو و بیکار ٹھہرتا ہے کہ جو شخص ایک شے کی جانب سبقت کر چکا اب اوسی شخص کو بعد تحصیل پھر اوسی شے کی جانب بلانا تحصیل حاصل ہے۔
امام زفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قول مکبر قد قامت الصلاۃ قیام صلاۃ کی خبر دیتا ہے نہ قیام الی الصلاۃ کی اور قیام صلاۃ متصور نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وجود صلاۃ متحقق نہ ہو اور وجود صلاۃ لا اقل تکبیر تحریمہ پر موقوف کہ تکبیر تحریمہ اجزای صلاۃ سے ایک جزء ہے تاوقتیکہ تکبیر تحریمہ نہ پائی جائے وجود صلاۃ غیر متحقق اور جب وجود صلاۃ غیر متحقق تو قیام صلاۃ کا اخبار کیسا پھر اوس کی تصدیق چہ معنی۔ گو اس موقع پر اختلاف ائمہ بیان کرنا ہمارا مقصود بالذات نہیں مگر الحمد للہ ہماری یہ تقریر اس معنی کر مفید ہے کہ اس نے قیام حی علی الفلاح پر ایک جمیل و جلیل وجہ کا افادہ کیا۔ بدائع جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ میں ہے والجملۃ فیہ ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان الامام معہم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف وعند زفر والحسن ابن الزیاد یقومون عند قولہ قد قامت الصلاۃ فی المرۃ الاولی و یکبرون عند الثانیۃ لان النبی عن القیام قولہ قد قامت الصلاۃ لا قولہ حی علی الفلاح ولنا ان قولہ حی علی الفلاح دعاء الی ما بہ فلاحہم وامر بالمسارعۃ الیہ فلا بد من الاجابۃ الی ذلک ولن تحصل الاجابۃ الا بالفعل وہو القیام الیہا فکان ینبغی ان یقوموا عند قولہ حی علی الصلاۃ لما ذکرنا غیر انا منعہم عن القیام کیلا یلغو قولہ حی علی الفلاح لان من وجدت منہ المبادرۃ الی شئ فدعاؤہ الیہ بعد تحصیلہ ایاہ لغو من الکلام اما قولہ ان النبی عن القیام قولہ قد قامت الصلاۃ فنقول قولہ قد قامت الصلاۃ نبی عن قیام الصلاۃ لا عن القیام الیہا وقیامہا وجودہا وذلک بالتحریمۃ یتصل بہا جزء من اجزائہا تصدیقا لہ علی ما ذکر تنویر الابصار میں ہے۔ والقیام لامام و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب درمختار میں ہے

ملہ ترجمہ: اگر امام قریب محراب میں موجود ہو تو امام اور مقتدی کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیے ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دخل[٥١] المسجد والمؤذن يقيم قعد الى قيام الامام فى مصلاه۔ رد المحتار جلد ۱ مطبوعہ مصر ص۱۱۵ میں ہے ویکره[٥٢] له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حى على الفلاح۔ رد المحتار جلد ۱ ص۴۹۹ میں ہے[٥٣]
(قوله حين قيل حى على الفلاح) كذا فى الكنز ونور الايضاح والاصلاح والظهيرية والبدائع وغيرها والذى فى الدرر متنا وشرحا عند الحيعلة الاولى حين يقال حى على الصلاة اه وعزاه الشيخ اسمعيل فى شرحه الى عيون المذاهب والفيض والوقاية والنقاية والحاوى والمختار اه قلت واعتمده فى متن الملتقى وحكى الاول بقيل ولكن نقل ابن الكمال تصحيح الاول ونص عبارته قال فى الذخيرة يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حى على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وقال الحسن ابن زياد وزفر اذا قال المؤذن قد قامت الصلاة قاموا الى الصف واذا قال مرة ثانية كبروا والصحيح قول علمائنا الثلاثة مراقى الفلاح میں ہے ومن[٥٤] الادب (القيام) اى قيام القوم والامام ان كان حاضرا بقرب المحراب (حين قيل) اى وقت قول المقيم (حى على الفلاح) لانه امر به فيجاب طحطاوى على مراقى الفلاح میں ہے

---

[٥١] ایک شخص مسجد میں اس حال میں داخل ہوا کہ مکبر تکبیر کہہ رہا تھا تو وہ بیٹھ جائے (اور اس وقت کھڑا ہو) جب امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو جائے۔ ۱۲ منہ [٥٢] مصلی کو کھڑے ہو کر (نماز کا) انتظار کرو ہے وہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح کہے اوس وقت کھڑا ہو ۱۲ منہ [٥٣] ترجمہ ماتن کا قول کہ امام ومقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں) ایسا ہی کنز۔ نور الایضاح۔ اصلاح۔ ظہیریہ۔ اور بدائع وغیرہ میں ہے اور جو درر میں متنا وشرحا ہے کہ امام وماموم حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں الخ اور جسکو شیخ اسمعیل نے اپنی شرح میں عیون المذاہب۔ فیض۔ وقایہ۔ نقایہ۔ حاوی۔ اور مختار کی طرف منسوب کیا ہے (علامہ شامی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں متن ملتقی میں اسی قول پر (کہ حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں) (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ ہو)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قولہ[۵۱] (لانه امر به فيجاب) اى لان المقيم امر بالقيام اى ضمن قوله حى على الفلاح فان المراد بفلاحهم المطلوب منه حينئذ الصلاة فيبادر اليها بالقيام نیز طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے واذا اخذ[۵۲] المؤذن فی الاقامة ودخل رجل فی المسجد فانه يقعد ولا ينتظر قائما فانه مكروه كما فى المضمرات قهستانی ويفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون۔ اصلاح اور اوسکی شرح ایضاح ص۴۵ میں ہے يقوم[۵۳] الامام والقوم عند حى على الفلاح قال فى الذخيرة يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حى على الفلاح عند علمائنا الثلثة تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق جلد ص۱۰۸ میں ہے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۱۔ اعتماد فرمایا اور قول اول (یعنی امام ومقتدی کے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونیکو) قیل کیساتھ (جس میں اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ ہی) بیان کیا۔ لیکن علامہ ابن کمال نے قول اول کی تصحیح نقل فرمائی اور اپنی عبارت میں تصریح فرماتے ہیں کہ ذخیرہ میں فرمایا کہ ہمارے ائمہ ثلاثہ (یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام ابو یوسف امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین) کا مذہب یہ ہی کہ امام اور مقتدی جب مکبر حی علی الفلاح کہے اوسوقت کھڑے ہوں اور امام حسن بن زیاد اور امام زفر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) فرماتے ہیں کہ جب مکبر قد قامت الصلاۃ کہے اوسوقت صف میں کھڑے ہوں اور جب دوسری مرتبہ (قد قامت الصلاۃ کہے) تو تکبیر تحریمہ کہیں اور ہم ہمارے ائمہ ثلاثہ کا قول ہے ۱۲ منہ

۵۰ ترجمہ اگر امام قرب محراب میں حاضر ہو تو مکبر کے حی علی الفلاح کہنے پر امام و قوم کا کھڑا ہونا مستحب ہی اسلیئے کہ اوسنے حی علی الفلاح سے قیام کا حکم کیا ہے پس اوسکی اجابت چاہیئے ۱۲ منہ

۵۱ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ ماتن کا یہ ارشاد کہ "لانه امر به فيجاب" اس کا مطلب یہ ہے کہ مکبر نے اپنے قول حی علی الفلاح کے ضمن میں قیام کا حکم کیاہے اسلیئے کہ مصلیوں کی فلاح سے مراد جو حی علی الفلاح سے طلب کیگئی ہے اسوقت نماز ہے پس اسکی طرف قیام سے مبادرت چاہیے ۱۲ منہ

۵۲ ترجمہ۔ جب مکبر تکبیر شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اوس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے کہ کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے ایسا ہی مضمرات میں ہے (قہستانی) اس عبارت سے اقامت سے پہلے قیام کی کراہت مفہوم ہوتی ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ ۱۲ منہ۔

۵۳ ترجمہ۔ امام اور قوم حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں ذخیرہ میں فرمایا کہ ائمہ ثلثہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف امام محمد) کے نزدیک امام اور مقتدی اسوقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(قوله[ف۱] والقیام حین قیل حی علی الفلاح) لانه امر به فیستحب
المسارعة الیه درر الحکام شرح غرر الاحکام جلد ۱ صفحہ ۸ میں ہے والقیام[ف۲]
عند الحیعلة الاولی یعنی حین یقال حی علی الصلوٰة لانه امر
اذ معناه هلموا واقبلوا فیستحب المسارعة الیه نووی شرح مسلم
جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ میں ہے وقال[ف۳] ابوحنیفة رضی الله عنه والکوفیون
یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰة فاذا قال قد
قامت الصلوٰة کبر الامام عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے
وقال[ف۴] ابوحنیفة ومحمد یقومون فی الصف اذا قال حی علی
الصلوٰة فاذا قال قد قامت الصلوٰة کبر الامام لانه امین الشرع
وقد اخبر بقیامها فیجب تصدیقه فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ وعن[ف۵]
ابی حنیفة یقومون اذا قال حی علی الفلاح فاذا قال قد قامت الصلوٰة
کبر الامام شرح کنز علامہ محمد ملا مسکین میں ہے

ف۱ صاحب کنز کا فرمان کہ قیام اوسوقت کرنا چاہیے جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس کی علت یہ ہے کہ مکبر نے حی علی الفلاح کہکے قیام کا حکم دیا ہے لہذا قیام کی طرف مسارعة (جلدی کرنا) مستحب ہے۔ ۱۲ منہ
ف۲ اور قیام وقت حیعلہ اولی (کرنا چاہیے) یعنی جسوقت کہا جائے حی علی الصلوٰة اسلیے کہ مکبر نے (یہ کہتے ہوئے) قیام کا امر کیا کہ اوسکے معنے ہلم واقبل ہیں (یعنی آؤ آؤ) جب یہ بات ہوئی تو اوس کی طرف مسارعت مستحب ہوئی۔ ۱۲ منہ
ف۳ ترجمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اہل کوفہ صف میں اوسوقت کھڑے ہوتے تھے کہ جب مکبر حی علی الصلوٰة کہتا اور جب مکبر قد قامت الصلوٰة کہتا تو اسوقت امام تکبیر تحریمہ کہتا۔ ۱۲ منہ
ف۴ ترجمہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمة اللہ تعالی علیہما نے فرمایا کہ صف میں اسوقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوٰة کہے پس جسوقت مکبر قد قامت کہے امام تکبیر تحریمہ کہے اسلیے کہ مکبر امین شرع ہے اور اوس نے قیام صلوٰة کی خبر دی تو اوسکی تصدیق ضرور ہے۔ ۱۲ منہ
ف۵ ترجمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ (نمازی کیلیے) اوس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے اور جب قد قامت الصلوٰة کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والقیام الی الصلاۃ حین قیل فی الاقامۃ حی علی الفلاح - فتح المعین شرح ملا
مسکین جلد ا صفحہ ۱۸۰ میں ہے (قولہ حین قیل حی علی الفلاح)[52] مسارعۃ لامتثال
الامر ھذا اذا کان الامام بقرب المحراب جبکہ امام مسجد میں محراب کے قریب
تو یہ حکم امام و ماموم ہر دو کو عام ہے جیسا کہ بعض عبارات سابقہ سے ظاہر نیز بحر الرائق
شرح کنز الدقائق جلد ا صفحہ ۳۲۱ میں ہے۔ (قولہ والقیام حین قیل حی علی الفلاح)[53]
لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ اطلقہ فشمل الامام والماموم ان
کان الامام بقرب المحراب علامہ ابو الاخلاص شیخ حسن بن عمار بن علی وفائی
شرنبلالی حاشیہ درر شرح غرر میں فرماتے ہیں (قولہ والقیام عند الحیعلۃ الاولی)[54]
اطلقہ فشمل الامام والماموم ملتقی الابحر اور اوسکی شرح مجمع الانہر جلد ا
صفحہ ۳۳ میں ہے واذا قال المؤذن فی الاقامۃ حی علی الصلاۃ[55] قام الامام
والجماعۃ عند علمائنا الثلثۃ محیط و ہدایہ میں ہے۔ یقوم[56] الامام والقوم اذا
قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح وقایہ و جامع الرموز جلد ۱ صفحہ ۲۷ میں ہے

---

[51] نماز کے لیے اوس وقت کھڑا ہونا چاہیے جب اقامۃ میں حی علی الفلاح کہا جائے - ۱۲ - منہ

[52] ترجمہ مصنف کا یہ قول کہ قیام حی علی الفلاح پر کیا جائے یہ حکم مکبر کے امتثال امر کے بنا پر ہے اور یہ اوس صورت میں ہے جب کہ امام قرب محراب میں موجود ہو - ۱۲ - منہ -

[53] صاحب کنز کا یہ قول کہ قیام حی علی الفلاح پر کیا جائے اسکی علت یہ ہے کہ مکبر نے قیام کا حکم کیا ہے پس قیام کی طرف مسارعۃ مستحب ہے صاحب کنز نے قیام کو مطلق رکھا پس یہ حکم امام کو بھی شامل جبکہ امام قرب محراب میں موجود ہو - ۱۲ - منہ -

[54] صاحب غرر کا یہ قول کہ حی علی الصلاۃ پر قیام کیا جائے مصنف نے اس حکم کو مطلق رکھا لہذا امام و مقتدی ہر دو کو شامل ہے - ۱۲ - منہ -

[55] - جب مکبر اقامت میں حی علی الفلاح کہے تو ہمارے ائمہ ثلثہ (امام اعظم امام ابو یوسف امام محمد) کے نزدیک امام اور جماعت اس وقت کھڑی ہو - ۱۲ - منہ -

[56] - ائمہ ثلثہ کے نزدیک امام اور مقتدی اوس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے یہی صحیح ہے - ۱۲ منہ -

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يقوم[1] الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ ای قبیله لکن فی الاختیار اذا قال حی علی الصلاۃ وفی الاصل وغیرہ الاحسن يقوموا فی الصف اذا قاله المؤذن وهذا قول العلماء الثلثة وهو الصحيح وقال الحسن وزفر اذا قال قد قامت الصلوۃ مرۃ كما فی المحيط وفی الکلام ایماء الی انه لو دخل المسجد احد عند الاقامة يقعد لكراهة القيام والانتظار كما فی المضمرات

عبارات مذکورہ سابقہ بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہیں کہ بعض اس جانب کہ امام و ماموم حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور بعض اس طرف کہ حی علی الصلاۃ پر مگر حقیقۃً یہ تعارض نہیں تطبیق عبارات کی صورت یہ ہے کہ اول الذکر کو ابتداء پر محمول کیا جائے اور ثانی الذکر کو انتہا پر یعنی جب مکبر حی علی الصلاۃ کو تمام کر کے حی علی الفلاح پر پہنچے امام و ماموم کھڑے ہو جائیں اس صورت سے ظاہری تعارض کا بھی اندفاع ہو گیا فتاوی رضویہ میں ہے ولا[2] تعارض عندی بین قول الوقایۃ واتباعھا

---

[1] امام اور مقتدی حی علی الصلاۃ پر یعنی اوس سے ذرا پہلے کھڑے ہوں لیکن اختیار (فقہ کی ایک کتاب) میں ہے کہ جب مکبر حی علی الصلاۃ کہے اور کتاب الاصل (امام رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتب ستہ سے ایک کتاب) وغیرہ میں فرمایا زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ صف میں اسوقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلاۃ کہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین کا قول ہے اور یہی صحیح ہے امام حسن اور امام زفر نے فرمایا کہ جب مکبر پہلی بار قد قامت الصلاۃ کہے (اوسوقت کھڑے ہوں) ایسا ہی محیط میں ہے اور کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہو تو بیٹھ جائے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے ایسا ہی مضمرات میں ہے۔ ۱۲ منہ۔

[2] ترجمہ۔ میرے نزدیک وقایہ اور اوسکے متبعین کے اس ارشاد میں کہ لوگ وقت حی علی الصلاۃ کھڑے ہوں اور محیط اور مضمرات اور انکے ہمنواؤں کے اس فرمان میں کہ وقت حی علی الفلاح کھڑے ہوں کوئی تعارض نہیں کہ جب ہم اول کو (یعنی وقت حی علی الصلاۃ کھڑے ہونے کو) انتہا پر حمل کریں (یعنی یہ مراد لیں کہ جب حی علی الصلاۃ کہہ لیا جائے) اور دوسرے کو (یعنی قیام عند حی علی الفلاح کو) ابتداء پر حمل کریں (بقیہ بر صفحہ ۱۶ ملاحظہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يقومون عند حي على الصلاة والمحيط والمضمرات ومن معهما عند
حي على الفلاح فانا اذا حملنا الاول على الانتهاء والاخر على الابتداء
اتحد القولان اي يقومون حين يتم المؤذن حي على الصلاة ويأتي
على الفلاح وهذا ما يعطيه قول المضمرات يقوم اذا بلغ المؤذن
حي على الفلاح ولعل هذا اولى مما في مجمع الانهر من قوله وفي
الوقاية ويقوم الامام والقوم عند حي على الصلاة اي قبيله اھ

ثانیاً یہ کہ امام مسجد میں محراب کے قریب موجود نہ ہو تو جب تک امام کو آتا نہ دیکھے اوسوقت
تک کوئی کھڑا نہ ہو کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لاتقوموا فی
الصف حتی ترونی خرجت یعنی صف میں اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک
مجھے آتا نہ دیکھو نیز امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی کہ
ایک مرتبہ وہ مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے اون کا انتظار
کر رہے ہیں فرمایا کہ مجھکو کیا ہوا کہ میں تم کو متحیر کھڑا دیکھتا ہوں ۔

تیسرے یہ کہ قیام بغرض نماز کیا جاتا ہے اور ادائے نماز بدون امام ناممکن تو قیام بھی محض
بیکار اور غیر مفید نیز یہ کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امام کو کچھ ایسے عوارض لاحق
ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے امام وقت معین پر نہیں آسکتا تو اگر پہلے سے قیام کا
حکم دیا جائے اور امام خلاف توقع غیر معمولی تاخیر کے ساتھ آئے تو اس صورت میں
طوالت قیام مقتدیوں پر شاق ہو اور یہ امر اون کی اذیت کا باعث اسی وجہ سے
حدیث میں پہلے سے قیام کی ممانعت فرمائی نووی شرح مسلم جلد ۱ ص۲۲۱ میں ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) (یعنی جیسے ہی حی علی الفلاح کہنا شروع کیا جائے) (اس صورت میں) دونوں قول متحد ہوگئے یعنی لوگ اسوقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلاۃ تمام کرکے حی علی الفلاح پہ آتا ہو اور یہ وہ ہے جو اس قول مضمرات سے مستفاد ہے کہ کھڑا ہو جبکہ موذن حی علی الفلاح پہنچے (اور ہماری یہ تطبیق بہتر ہے اس سے جو مجمع الانہر میں ہے) ارشاد کیا کہ وقایہ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ ای قبیلہ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والنهي[۵] عن القيام قبل ان يروه لئلا يطول عليهم القيام ولانه قد
يعرض له عارض فيتاخر نیز یہ کہ ابتدا سے نمازیوں کا کھڑا ہونا شرعی انتشار و منافی ہے اور
اوسکے عدم سکون و قرار کی حالت ظاہر کرتا ہے جو شان تعبد کے منافی ہے بخلاف قعود کے
کہ وہ مشیر سکون و قرار ہے ھذا ما سنح لی والعلم فالحق عند ربی اور اگر امام تیار ہو کر
نہیں آتا اور اس کے آتے ہی جماعت قائم نہیں ہوتی بلکہ وہ مصلے پر آکر سنن یا اوراد و وظائف
میں کچھ دیر کے لیے مشغول ہو جاتا ہے یا یہ کہ جو مقتدی ابھی نہیں آئے ہیں اون کے
انتظار میں بیٹھ جاتا ہے یا یہ کہ با وضو آتا ہے اور مسجد میں آکر مشغول وضو ہو جاتا ہے
تو ان جملہ صورتوں میں پہلے سے قیام نکرنا چاہیے کہ اگر کیا جائیگا تو مقتدیوں کی اذیت
کا باعث ہوگا بلکہ اس صورت میں یہی حکم ہوگا کہ امام چونکہ محراب کے قرب میں ہے جب
تکبیر شروع ہو تو امام و ماموم حی علے الفلاح پر کھڑے ہوں کہ اون کا آنا بقصد اقامت
جماعت نہ تھا کہ اوس کے آتے ہی کھڑے ہو جاتے اور اگر امام بالکل تیار ہو کر آیا ہے
اور تکبیر بھی ہو چکی ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر صفوں کے آگے سے داخل ہوا تو اسے
دیکھتے ہی سب مقتدی کھڑے ہو جائیں کہ جب وہ مسجد میں داخل ہو گیا تو مقام
امامت پر قائم ہو گیا اور اگر امام صفوں کے جانب سے مسجد میں داخل ہوا تو جس صف سے گزرتا
جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے کہ اس وقت جس صف سے امام گزر گیا اوس صف
کے حق میں اپنے مقام پر کھڑا ہو گیا بدائع میں ہے فان کان خارج المسجد لا یقومون
مالم یحضر لقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقوموا فی الصف
حتی ترونی خرجت وروی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ دخل

سلہ ترجمہ امام کو دیکھنے سے قبل قیام کی اس لیے ممانعت فرمائی گئی تاکہ نمازیوں پر قیام طویل
نہ ہو جائے اور اسلیے کہ امام کو کبھی کوئی عارضہ پیش آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ تاخیر کرتا ہے (امام
اپنے کام میں مشغول رہے گا اور یہ یہاں کھڑے ہی رہیں گے)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المسجد فرای الناس قیاما ینتظرونه فقال مالی اراکم سامدین ای واقفین متحیرین ولان القیام لاجل الصلاۃ ولا عمل اداء ھا بدون الامام فلم یکن القیام مفیدا ثم ان دخل الامام من قدام الصفوف فکما راوہ قاموا لانه کما دخل المسجد قام مقام الامامة وان دخل من وراء الصفوف فالصحیح انه کلما جاوز صفا قام ذلک الصف لانه صار بحال لو اقتدوا به جاز فصار فی حقهم کانه اخذ مکانه جلد ا صفحہ ۲ تبیین الحقائق جلد ا صفحہ میں ہے

وان[91] لم یکن الامام حاضرا لا یقومون حتی یصل الیهم ویقف مکانه فی روایة وفی اخری یقومون اذا اختلط بهم وقیل یقوم کل صف ینتهی الیه الامام وهو الاظهر وان دخل من قدام وقفوا حین یقع بصرهم علیه شرنبلالیہ میں ہے والا[92] فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر وان دخل من قدام وقفوا حین یقع بصرهم علیه فتح الباری عمدۃ القاری جلد ۲ و ۳ ۔ صفحہ ۳۵۲ و صفحہ ۲۶ میں ہے ۔ واذا[93] لم یکن الامام

---

[91] ترجمہ ۔ اور اگر امام موجود نہ ہو تو کوئی کھڑا ہو یہاں تک کہ امام قوم تک پہنچ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ امام اپنی جگہ (یعنی مصلے پر) کھڑا ہو جائے ۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ قوم اس وقت کھڑی ہو جب امام اون میں مل جائے ۔ اور بعض نے کہا کہ امام جس صف سے گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور یہی اظہر ہے اور اگر امام سامنے سے داخل ہوا تو اوس کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں ۔ ۱۲ ۔ منہ ۔

[92] ۔ اور اگر امام قریب محراب میں موجود نہ ہو تو جس صف سے امام گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے علی الاظہر اور اگر صورت یہ ہو کہ امام سامنے سے آیا تو اوس کو دیکھتے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں ۔ ۱۲ ۔ منہ ۔

[93] اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو اس صورت میں جمہور فقہا کا یہ مذہب ہے کہ جب تک امام کو نہ دیکھ لے کوئی نہ کھڑا ہو ۔ ۱۲ ۔ منہ ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی المسجد فمذہب الجمہور الی انہم لا یقومون حتے یروہ فتح المبین میں ہے

[۵۱] فان لم یکن وقفت کل صف انتھی الیہ الامام علی الاصح صرح بہ وفی

الزیلعی وھو الاظھر ولو دخل من امامھم قاموا حین یقع بصرھم علیہ

تنویر الابصار پھر درمختار پھر بحرالرائق میں ہے [۵۲] والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ

الامام علی الاظہر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ

طحطاوی اور ردالمحتار میں ہے [۵۳] (قولہ والا الخ) ای وان لم یکن الامام

بقرب المحراب بان کان فی موضع اٰخر من المسجد او خارجہ او

دخل من خلف مراقی الفلاح میں ہے [۵۴] وان لم یکن حاضرا یقوم کل صف ینتھی

الیہ الامام فی الاظھر طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے [۵۵] (قولہ یقوم کل

صف الخ) وفی عبارۃ بعضھم فکلما جاوز صفا قام ذلک الصف اھ

وان دخل من قدام قاموا حین راٰہ ملتقی الابحر اور اسکی شرح مجمع الانہر میں ہے

---

۵۱ اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو امام کے آنے پر جس صف تک امام پہنچے وہ صف کھڑی ہوتی جائے ظاہر یہی اسکو اصح کہا اور تبیین میں امام زیلعی نے فرمایا یہی اظہر ہے۔ اور اگر امام قوم کے سامنے سے داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی قوم کھڑی ہو جائے ۱۲ منہ۔

۵۲ اگر امام قرب محراب مسجد میں موجود نہ ہو تو اوسکے آنے پر جس صف تک پہنچے علی الاظہر وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو اوس پر نظر پڑتے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں ۱۲ منہ۔

۵۳ ترجمہ۔ درمختار کا یہ قول کہ "والا" یعنی اگر امام قرب محراب میں موجود نہ ہو کہ مسجد میں کسی دوسری جگہ ہو یا مسجد سے باہر یا صفوں کے پیچھے سے آئے (ان سب صورتوں میں یہی حکم کہ امام جس صف سے گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے)

۵۴ اگر امام موجود نہ ہو (تو اوسکے آنے پر) علی الاظہر یہی حکم ہے کہ جس صف تک وہ پہنچے وہی صف کھڑی ہوتی جائے ۱۲ منہ

۵۵ علامہ طحطاوی نے صاحب مراقی الفلاح کا یہ قول نقل کرکے کہ "یقوم کل صف" فرمایا کہ بعض فقہا کی عبارت میں یہ ہے کہ جس صف سے امام تجاوز کرے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر امام سامنے سے آیا تو لوگ اسکو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں ۱۲ منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وان[۱] کان الامام غائبا او ھو المؤذن لا یقومون حتی یحضر لانہ لا فائدۃ فی القیام پھر اگر امام خود تکبیر کہے تو جب تک اقامت سے فارغ نہ ہو یعنی پوری تکبیر نہ کہہ لے اوس وقت تک مقتدی کھڑے نہ ہوں، اور اگر امام نے تکبیر مسجد کے باہر کہی تو فراغ پر بھی نہ کھڑے ہوں تا وقتیکہ وہ مسجد میں داخل نہ ہو جامع الرموز میں ہے۔ لو[۲] کان الامام مؤذنا لم یقم القوم الا عند الفراغ وھذا اذا اقام فی المسجد والا فقد قاموا اذا دخلہ کما فی المحیط علامہ سید ابو السعود مصری حنفی فتح المعین حاشیہ شرح کنز علامہ محمد ملا مسکین میں فرماتے ہیں ھذا[۳] اذا کان المؤذن غیر الامام فان اتحد واقام فی المسجد اجمعوا ان القوم لا یقومون ما لم یفرغ من الاقامۃ وان خارجہ قام کل صف ینتھی الیہ الامام درمختار میں ہے الا[۴] اذا اقام الامام بنفسہ فی المسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامۃ ظہیریہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے وھذا[۵] کلہ اذا کان المؤذن غیر الامام فان کان واحدا واقام فی المسجد فالقوم لا یقومون حتی یفرغ من اقامۃ ملتقی الابحر اور وسکی

---

[۱] اگر امام غائب ہو یا امام خود مکبر ہو تو لوگ نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ امام حاضر ہو جائے اسلئے کہ اسوقت میں قیام میں کچھ فائدہ نہیں ۱۲ منہ

[۲] اگر امام خود مکبر ہو تو قوم نہ کھڑی ہو مگر اسوقت کہ امام تکبیر سے فارغ ہولے اور یہ حکم اوسوقت میں ہے جبکہ امام نے مسجد میں اقامت کہی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو لوگ اوسوقت کھڑے ہوں جب امام مسجد میں داخل ہو جائے ایسا ہی محیط میں ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

[۳] ترجمہ۔ یہ (یعنی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم) اسوقت ہی جبکہ مکبر غیر امام ہو پس اگر امام اور مکبر ایک ہی ہو اور وہ مسجد میں اقامت کہے تو اسپر فقہا کا اتفاق ہے کہ جب تک وہ اقامت سے نہ فارغ ہولے قوم اوس وقت تک نہ کھڑی ہو اور اگر امام خارج مسجد ہو تو جس صف تک امام پہنچے وہ صف کھڑی ہو جائے ۱۲ منہ

[۴] ترجمہ۔ مگر جب امام خود مسجد میں تکبیر کہے تو لوگ نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ وہ اپنے اقامت کو تمام کرے۔ ظہیریہ۔ ۱۲۔ منہ۔

[۵] ترجمہ اور یہ سب اوس صورت میں ہی جبکہ مکبر غیر امام ہو پس اگر امام اور مکبر ایک ہی ہو اور وہ مسجد میں تکبیر کہے تو جب تک وہ تکبیر سے نہ فارغ ہولے قوم نہ کھڑی ہو۔ ۱۲۔ منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرح مجمع الانہر میں ہے۔ وفی القہستانی نقلا عن المحیط لو کان الامام مؤذنا لم یقم القوم الا عند الفراغ انتہی[۱] ملتقط مگر اسی میں ہے وان کان المؤذن والامام واحدا فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون مالم یفرغ عن الاقامۃ وان اقام خارج المسجد فمشایخنا اتفقوا علی انھم لا یقومون مالم یدخل الامام المسجد[۲] تصریحات سابقہ سے ظاہر کہ زید کا یہ قول کہ امام ومقتدی کو تکبیر ہوتے وقت بیٹھا رہنا اور حی علی الفلاح کو سنکر کھڑا ہونا مستحب ہے علی الاطلاق صحیح نہیں بیشک یہ حکم اوس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ امام قرب محراب مسجد میں ہو اور امام خود تکبیر نہ کہے کما حققناہ انفا اور بکر کا یہ قول کہ یہ مسئلہ عام نہیں بلکہ خاص اوس صورت میں ہے بلاشبہہ حق وصواب ہے جیسا کہ کتب کثیرہ معتمدہ ومستندہ سے ثابت ہاں بکر کا یہ زعم کہ شروع تکبیر سے کھڑا رہنا بھی مکروہ نہیں علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں الخ صحیح نہیں اور علامہ طحطاوی کی یہ عبارت اوس کے مدعا کی مثبت نہیں اور نہ علامہ طحطاوی کی عبارت کا ایک لفظ عدم کراہتہ قیام کا مشعر بلکہ علامہ طحطاوی کی عبارت کا وہ جزء آخر جو شاید بمقتضائے بشریت بکر سے نظر انداز ہوا اگر بکر اوس پر ادنی غور وتامل کرتا تو وہ بجائے خود بکر کے لیے ایک تسلی بخش جواب تھا اور بکر جبکہ بحمدہ عزوجل اہل علم سے تھا تو نظر فہیم کے بعد بکر کو خود عبارت طحطاوی سے اثبات مدعی پر استشہاد کی جرأت نہ ہوتی طحطاوی علی الدر المختار کی کامل عبارت حسب ذیل ہے

---

[۱] قہستانی میں محیط سے منقول ہے کہ اگر امام خود تکبیر کہے تو قوم امام کے فارغ ہونے پر کھڑی ہو ۱۲ منہ

[۲] اگر امام اور مکبر واحد ہو پس اگر امام نے مسجد میں اقامت کہی تو جب تک امام اقامت سے فارغ نہ ہوئے قوم نہ کھڑی ہو اور اگر امام نے خارج مسجد تکبیر کہی تو ہمارے مشایخ کا اس پر اتفاق ہے کہ لوگ اوس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک امام مسجد میں نہ داخل ہو ۔ ۱۲ منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طحطاوی جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ قولہ والقیام للامام و موتم الخ مسارعۃ لامتثال امرہ والظاہر انہ احتراز عن التاخیر لا التقدیم حتی لو قام اول الاقامۃ لا باس وحرر غالبًا بکر کو کلمہ لا باس پر اختتام عبارت کا مغالطہ ہوا بظاہر یہی وجہ ہے کہ لفظ وحرر بکر سے فروگذاشت ظہور پذیر ہوئی اور بکر نے اس عبارت کو مفید مدعا خیال کر کے قابل استناد سمجھا حالانکہ لفظ "وحرر" صاحب طحطاوی کے انتشار طبع اور اس حکم میں اون کے تذبذب کا خود شاہد ہے کہ وہ جو انتہائے کلام پر لفظ "وحرر" فرماتے ہیں علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حقانیت اور اون کی انتہائی انصاف پسندی ہے کہ خود استفسار فرمائیں اور جب اون کی طبع حق پسند اسپر جزم نہ کرے تو خود ہی بلا تامل صاف الفاظ میں فرما دیں کہ ابھی اس میں مجال تحریر ہے تاکہ دوسرے اس جانب توجہ کریں اسپر قلم اٹھائیں اور مسئلہ منقح ہو جائے۔ بلکہ اونکا الظاہر کہنا ہی بالاعلان پکار رہا ہے اور انکا اشتہار دے رہا ہے کہ اونھوں نے کسی عالم سے اس کی تحقیق نہ پائی اور نہ انھیں خود اسپر وثوق ہے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رسالہ ذبیحہ میں فرماتے ہیں دریں عبارت لفظ "ظاہر" دلالت بر وقوع شک میکند و لا قول للشاک یعنی اس عبارت میں لفظ ظاہر وقوع شک پر دلالت کرتا ہے اور شک کرنے والے کا قول معتبر نہیں۔ بلکہ خود علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں قیام کو ابتدائے اقامت سے مکروہ فرماتے اور اوسپر جزم و اعتماد فرماتے ہیں۔ نیز دیگر فقہائے کرام کی تصریحات بھی ابتدائے اقامت سے کراہت قیام پر ناطق اور طحطاوی علی مراقی الفلاح کی عبارت کی مؤید تو اس صورت میں جبکہ علامہ طحطاوی کو اس حکم میں خود تذبذب ہے وہ اس عبارت میں عدم کراہت پر جزم نہیں فرماتے بلکہ بخلاف اسکے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں کراہت قیام کی تصریح فرما کر اوس پر جزم فرماتے اور تنبیہ کے لیے "والناس عنہ غافلون" تک فرماتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر چونکہ فقہا کی تصریحات بھی اس کی مؤید ہیں تو بکر کو اس عبارت سے قیام کی عدم کراہت پر استدلال کا کیا موقع تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ طحطاوی علی الدر کی عبارت ہرگز مثبت مدعائے بکر نہیں۔ بکر کا یہ کہنا کہ "شروع سے کھڑے رہنا کیونکر مکروہ کہا جا سکتا ہے جبکہ عموماً حضرات صحابہ کرام شروع سے کھڑے رہا کرتے تھے چنانچہ بخاری ومسلم کی متعدد حدیثوں کر ایک حدیث بخاری یہ ہے" الخ محض زبردستی ہے حالانکہ نہ حدیث بخاری ومسلم ہی مفید مقصود اور نہ عبارت فتح الباری ہی مثبت مدعا۔ بکر نے حدیث مسلم وبخاری اور عبارت فتح الباری بے غور وتامل کیسے نقل کیں۔ حدیث بخاری ومسلم کو مسئلہ کراہت قیام ابتدائے اقامت اور عدم کراہت قیام ابتدائے اقامت سے جبکہ امام مسجد میں قرب محراب موجود ہو اصلا تعلق نہیں ہاں اگر ان کو تعلق ہے تو اس مسئلہ سے جبکہ امام غائب ہو مسجد میں قرب محراب نہ ہو مگر لطف یہ کہ اس صورت میں بھی یہ حدیثیں اس حدیث سے بظاہر متعارض جو بخاری میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لاتقوموا حتی ترونی یعنی اوس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے آتا نہ دیکھ لو تو لامحالہ دفع تعارض کی بنا پر کہنا پڑے گا کہ حضور اکرم روحی فداہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فعل بیان جواز کے لیے تھا کہ ایسا کرنا بھی جائز ہے بلکہ یہ قبل نہی تھا اسلیے نہی کی حاجت ہوئی۔ نہی کے بعد صحابہ کرام سے ایسا واقع ہونا مستبعد ہے جیسا کہ تصریحات شراح احادیث سے ظاہر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۳۵ میں ہے

واما[1] حدیث ابی ہریرۃ الآتی قریبا بلفظ اقیمت الصلاۃ فسوی الناس

---

[1] ترجمہ لیکن حدیث حضرت ابوہریرہ کی جو عنقریب ان الفاظ سے آئے گی کہ نماز قائم کی جاتی اور لوگ اپنی اپنی صفوں کو جلد کر لیتے پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے مستخرج ابونعیم میں یہ حدیث ان الفاظ سے ہے لوگ صفوں کو برابر کر لیتے پھر حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لفظ اس حدیث کے مسلم میں یہ ہیں کہ نماز قائم کی جاتی (یعنی اقامت کہی جاتی) تو ہم کھڑے ہو جاتے پھر ہم تعدیل صفوف کرتے اس سے پہلے کہ حضور ہم پر ظاہر ہوں پھر حضور تشریف لاتے اور اپنے مقام پر قیام فرماتے اور حدیث ابوہریرہ سے (یہ حدیث بروایت ابوداود یوں ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے قائم کی جاتی تھی (یعنی اقامت کہی جاتی تھی) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل لوگ اپنی اپنی جگہ لے لیتے تھے) تو یہ حدیث اور حدیث ابی قتادہ (لاتقوموا حتی ترونی یعنی کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو) میں یوں تطبیق دیجاتی ہے کہ پہلا اوقات بیان جواز کے لیے واقع ہوا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفوفهم فخرج النبي صلى الله عليه وسلم ولفظه في مستخرج ابي نعيم فصف
الناس صفوفهم ثم خرج علينا ولفظه عند مسلم اقيمت الصلاة فقمنا فعدلنا
الصفوف قبل ان يخرج الينا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاتى فقام
مقامه الحديث وعنه في رواية ابي داود ان الصلاة كانت تقام لرسول
الله صلى الله عليه وسلم فياخذ الناس مقامهم قبل ان يجيء النبي
صلى الله عليه وسلم فيجمع بينه وبين حديث ابي قتادة بان ذلك
ربما وقع لبيان الجواز علامہ عینی عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۶۷ میں فرماتے ہیں فان
قلت روى مسلم من حديث ابي هريرة اقيمت الصلاة فقمنا فعدلنا

سلـه اگر تو یہ کہے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ نماز قائم کی جاتی تھی پس ہم کھڑے ہوتے اور اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائیں صفوں کو برابر کرتے تھے ایک روایت میں یہ ہے کہ نماز واسطے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے "قائم کی جاتی تھی قبل اسکے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائیں لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کر لیتے تھے اور حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ بوقت آفتاب ڈھلنا اذان کہتے پس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نکلنے سے پہلے تکبیر نہ کہتے جب امام (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف لاتے تو حضور کو دیکھ کر نماز قائم کی جاتی (یعنی اقامت کہی جاتی) ان روایات میں تعارض ہے میں کہتا ہوں کہ ان روایات میں مطابقت کی صورت یہ ہے کہ حضرت بلال حضور علیہ الصلاۃ والتسلیمات کے (کاشانۂ اقدس سے) باہر تشریف لانے کے ایسی جگہ منتظر رہتے تھے (کہ خروج کے وقت) بجز حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کسی کی نظر ہی نہ پڑتی یا نظر پڑتی مگر قلیل کی ایک آدھ کی حضور کے اول خروج پر حضرت بلال اقامت کہتے اور لوگ نہ کھڑے ہوتے مگر جب حضور کو دیکھ لیتے پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی جگہ پر نہ کھڑے ہوتے یہاں تک کہ صفیں برابر کر لی جاتیں اور بخاری کا کہنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں یوں وارد ہے کہ حضور کے نکلنے سے پہلے لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کر لیتے تھے" (اسکا جواب یہ ہے) کہ شاید ایسا ایک یا دو مرتبہ یا اس کے مثل بیان جواز کے لیے یا کسی عذر سے ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ فرمان "کہ صفوں میں نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ مجھے آتا دیکھ لو" اسکے بعد کا ہے جسکے بعد ارشاد ہوا علماء فرماتے ہیں کہ امام کے دیکھنے سے پہلے جو قیام کی ممانعت کی گئی تو اسکی علت یہ ہے تاکہ لوگ زیادہ قیام سے تھک نہ جائیں اور اسلیے بھی کہ کبھی امام کو کوئی عارضہ پیش آجاتا ہے کہ جسکی وجہ سے تاخیر ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الصفوف قبل ان یخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم وفی روایۃ ان الصلاۃ کانت تقام لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فیاخذ الناس مصافہم قبل ان یقوم النبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم مقامہ وفی روایۃ جابر ابن سمرۃ کان بلال یؤذن اذا دحضت الشمس فلا یقیم حتی یخرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاذا خرج الامام اقام الصلاۃ حین یراہ وبین ھذہ الروایات معارضۃ قلت وجہ الجمع بینہما ان بلالا کان یراقب خروج النبی علیہ الصلاۃ والسلام من حیث لا یراہ غیرہ او الا القلیل فعند اول خروجہ یقیم ولا یقوم الناس حتی یروہ ثم لا یقوم مقامہ حتی یعدل الصفوف وقولہ فی روایۃ ابی ھریرۃ فیاخذ الناس مصافہم قبل خروجہ لعلہ کان مرۃ او مرتین او نحوہما لبیان الجواز ولعذر ولعل قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذلک قال العلماء والنہی عن القیام قبل ان یروہ لئلا یطول علیہما القیام ولانہ قد یعرض لہ عارض فیتاخر بسببہ خلاصہ کلام یہ کہ ان احادیث اور عبارت فتح الباری کا یہی جواب ہے کہ یہ بیان جواز کے لیے تھا نہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عادت کریمہ ہی یہ تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین اس پر علی الدوام عامل تھے بلکہ یہ فعل نہی سے پہلے تھا اس تقریر سے صاف کھل گیا کہ ان احادیث کو مسئلہ عدم کراہت قیام ابتداء اقامت سے جبکہ امام محراب کے قریب ہو کچھ علاقہ نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکر کا یہ کہنا کہ فقہائے کرام نے جو حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو لکھا ہے تو اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شروع سے کھڑا ہو تو اس لفظ پر کھڑے ہو جانا اوسے مستحب ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی حنفی نے تصریح کر دی الظاہر انہ احتراز عن التاخیر لا التقدیم الخ

فالبتہ فقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف سند ہے علامہ طحطاوی کا یہ استظہار جو اونکا قول نہیں ٹھہر سکتا کہ جس سے بکر یہ مطلب اخذ کرتا ہے فاضل بکر کے لیے کسی طرح قابل استناد اور ہرگز لائق اعتماد نہیں کما بیناہ سابقاً۔ علامہ کی عبارت کی ابتدا اور انتہا غرضکہ اوسکا ہر پہلو مشعر شک کہ ابتدا میں فرماتے ہیں "الظاہر" اور انتہا میں "وحرر" تو جب علامہ خود اسپر جزم نہیں فرماتے تو دوسرے کو اس سے استناد کا کیا موقع ہے پھر یہ کہ علامہ کی دوسری تصریح خود اس مطلب کی مبطل کہ حاشیہ مراقی الفلاح میں مضمرات کی عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں ویفہم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون نیز مزید براں یہ کہ علامہ کا یہ استظہار کہ جس کے بھروسہ پر فاضل بکر نے باوجود عالم ہونے کے تمام تصریحات سے قطع نظر کرکے یہ ادعا کیا تصریحات ائمہ کے صریح خلاف ہے فاضل بکر خود ہی انصاف کرے کہ اوسکا علامہ کے اس ارشاد سے استناد کیسا ہے۔

بکر کا یہ قول بھی قطعاً بے معنی ہے کہ حی علی الفلاح تک بیٹھنا شرعاً مندوب نہیں اسیوجہ سے محققین فقہائے قیام عند حی علی الفلاح کو مندوب لکھا ہے کسی نے قعود الی حی علی الفلاح کو مندوب نہیں اور حدیث و فقہ میں اسی صورت سے مطابقت ہو سکتی ہے انتہی فاضل بکر جب کہ مندوبیت قیام حی علی الفلاح کا قائل ہے تو اسی سے مندوبیت قعود بھی ثابت ظاہر ہے کہ مندوبیت قیام قعود پر موقوف کہ تاوقتیکہ قعود متحقق ہو قیام ہی غیر متصور کہ قعود جدید قیام کے لیے شرط ہے اور انتفائے شرط کا انتفائے مشروط کو مستلزم ہونا ایک بدیہی امر ہے موٹی سی بات ہے جس کو ہر ذی عقل جانتا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھتا ہے کہ تھوڑی سی تحمل کرنے والا ابھی بحالت قیام یا بحالت مشی کسیکو قیام کا حکم نہ دیگا کہ حالت قیام میں قیام کا حکم محض لغو وبیکار ہے اور ایسا نہ کریگا مگر سر مجنون یا مسخرہ چہ جائیکہ معاذ اللہ جمہور فقہائے کرام کہ جن کی صدہا تصریحات قیام عند حی علی الفلاح پر ناطق۔ یہاں پر ایک وہم یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ مشی یا لیٹنے کی حالت میں بھی قیام کا حکم دیا جا سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نمازیوں کا بغرض نماز مسجد میں آکر بجائے اسکے کہ وہ بخشوع وخضوع بصد ادب بیٹھیں بے عذر لیٹ جانا یونہی بے وجہ بے سبب اِدھر اُدھر مسجد میں ٹہلتے پھرنا ہرگز مندوب نہیں ہو سکتا اور بے عذر لیٹ جانا تو ادب مسجد کے قطعاً منافی ہے اور ایسا نہ کرے گا مگر انتہائی مجبور ومعذور۔ یا عقل سے معذور ومجبور بخلاف قعود کے کہ یہ سراسر ادب ہے جب یہ شقیں باطل تو قبل قیام قعود اور اوس کی مندوبیت ثابت اور اگر اب بھی نہ مانا جائے تو معاذ اللہ معاذ اللہ فقہائے کرام پر سخت الزام اور اُن کی اس قسم کی تصریحات کہ "یقوم الامام والقوم عند حی علی الفلاح" محض لغو وباطل ٹھہرتی ہیں اگرچہ بزعم بکر مندوبیت قعود تصریحات فقہا سے ثابت نہیں مگر حقیقۃً وہی تصریحات جو مندوبیت قیام کو ثابت کرتی ہیں وہی تصریحات مندوبیت قعود کی مشعر ہیں فرق اتنا ہے کہ ان عبارات سے مندوبیت قیام اولاً اور بالذات ثابت ہے اور مندوبیت قعود ثانیاً اور بالعرض اور اگر تصریحات فقہا مندوبیت قعود کی بالعرض مشعر نہ بھی ہوں تو اس سے کراہت قیام ابتدائے اقامت پر کیا اثر پڑا اور اگر ایسا ہی اصرار ہے تو علما کی ان بعض تصریحات میں خود لفظ یقعد موجود وقایہ اور جامع الرموز میں ہے "یقعد لکراھۃ القیام والانتظار" طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے[1] "واذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما" درمختار میں ہے "دخل[2] المسجد المؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ"

---

[1] جب مکبر تکبیر شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑا ہو کر انتظار نہ کرے۔ ۱۲ منہ

[2] ترجمہ کوئی شخص اس حال میں مسجد میں داخل ہوا کہ مکبر تکبیر کہہ رہا ہو تو بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ردالمحتار میں ہندیہ سے ہے ویکرہ[۱] لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم"
"ولکن یقعد ثم یقوم" نے تمام اوہام فاسدہ اور شقوق مذکورہ کا استیصال کر دیا
کہ صاف کھول دیا کہ اولاً عندالاقامہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح پر کھڑا ہو بزازیہ میں ہے
"دخل[۲] المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائما" اور اگر یہ تصریحات نہ بھی
ہوتیں اور بکر نے اگر اسکا ثبوت بہم پہنچا لیا ہوتا کہ لاکھوں صحابۂ کرام بہرصورت
ابتدا سے قیام ہی فرماتے تھے تو اوس کا وہ کہنا صحیح ہوتا اور جب وہ صحیح ہوتا
تو ظاہر ہے کہ ابتدا سے قیام سنت اور قعود مکروہ ہوتا نیز یہ کہ فقہائے کرام نے
مسارعت امتثال امر مؤذن کو علت قیام قرار دیا ہے فاضل بکر اگر ادنیٰ تامل
سے کام لیتا تو صاف کھل جاتا کہ اگر ابتدائے اقامت سے قعود کا حکم نہ دیا جائے
تو سرے سے فقہا کی یہ علت قیام ہی لغو و بیکار ٹھہرتی ہے کیونکہ وقتیکہ ابتدائے
اقامت سے قعود نہ کیا جائے مسارعت امتثال امر مؤذن ہی غیر متصور اور یہ
ظاہر کہ بحالت قیام حکم مسارعت سوا وہم خام اگر کوئی یہ وہم کرے کہ مسارعت
بمعنی تعجیل ہے اور حکم تعجیل اسیوقت ہو سکتا ہے جب کسی امر میں تاخیر ہو تو
رفع وہم کی بنا پر یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ حکم مسارعت کبھی تنبیہاً و تاکیداً کسی
مہتم بالشان امر کے امتثال کی بنا پر ابتداً بھی کر دیا جاتا ہے مطلق تاخیر حکم
مسارعت کی موقوف علیہ نہیں کہ جب تاخیر ہو جبھی حکم تعجیل بھی ہو۔ جائز
ہے کہ تاخیر نہ ہو اور حکم تاکید تنبیہاً کیا جا رہا ہے واقعات شاہد ہیں کہ ایک آقا اپنے
غلام کو بازار بھیجنے کا قصد کرتا ہے حالانکہ ابھی وجود تاخیر قطعاً غیر متحقق مگر وہ محض
تاکیداً کسی اہم ضرورت کی بنا پر اوس کو بہ تعجیل واپسی کا حکم دیتا ہے تلاش اور تفحص

---

[۱] اس کے لئے کھڑے ہو کر (نماز کا) انتظار مکروہ ہے لیکن (تکبیر ہوتے وقت) بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو۔ ۱۲ منہ ۔
[۲] کوئی شخص مسجد میں اس حال میں داخل ہوا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے تو بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے اور صدہا مثالیں مل سکینگی علما نے صرف ایک علت مسئلہ تھی نہیں بیان
فرمائی بلکہ اور علل بھی بیان فرمائی ہیں مثلاً عینی میں فرمایا قال ابوحنیفۃ ومحمد
یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ
کبر الامام لانہ امین الشرع وقد اخبر بقیامہا فیجب تصدیقہ واذا لم یکن
الامام فی المسجد فذہب الجمہور الی انہم لا یقومون حتی یروہ۔ اس
دلیل میں تو سارعت کا لفظ نہیں کہ جس سے بکر کو تاخیر کا وہم ہوا یہ کہ حدیث وفقہ
میں تعارض تو جب ہو جا سکتا جبکہ فاضل بکر کوئی ایسی حدیث پیش کرتا جو تصریحات
فقہ کے معارض ہوتی اور عدم کراہت قیام پر دال او سوقت حدیث وفقہ میں
تطبیق ہمارا فرض ہوتا۔ حدیث بخاری ومسلم مذکورہ بالا کو اس مسئلہ سے کچھ علاقہ
ہی نہیں اگر اون کا تعلق ہے تو دوسرے مسئلہ سے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے اور
اس میں خلاف نہیں۔ اگر کوئی اون حدیثوں کو جن کا تعلق دوسرے مسئلہ سے ہے
فقہا کی اون تصریحات کے معارض ٹھہرانے کہ جن کا تعلق مسئلہ قیام عند
حی علی الفلاح سے ہے تو یہ اوسکی خوش فہمی ہے اور اس کے ایسا سمجھ لینے سے
حدیث وفقہ میں تعارض نہیں ہو سکتا اور ہوتا بھی تو ہم مقلد امام کے ہیں ہمیں امام
کے ارشاد سے عدول جائز نہیں بہت سے مسائل مذاہب اربعہ میں مختلف فیہا ہیں جنکا
منشا وہی تعارض احادیث ہے۔ بکر کا یہ کہنا کہ اگر لاکھوں صحابہ کرام کسی صحابی نے
کبھی حی علی الفلاح تک قعود کیا ہوگا تو بیشک قعود کرنا بہتر ہوگا ورنہ صرف جائز یا
مباح کہا جائیگا الخ بکر کے قلت تفحص پر دال ہے اب ہم وہ عبارات نقل کرتے ہیں
جس میں اجلہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فعل وعمل سے حی علی
الفلاح تک قعود کا ثبوت ہو تصریحات علما سے ظاہر کہ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ جو جلیل القدر تابعین ثقات سے ہیں وہ قبل قد قامت الصلوٰۃ قیام کو مکروہ جانتے تھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کمافی العمدۃ القاری نقلاً عن المصنف جلد ۲ صفحہ ۴۷۶ حیث قال[1] وفی المصنف وکرہ ھشام بن عروۃ ان یقوم حتے یقول المؤذن قد قامت الصلوٰۃ یہ تو عمل تابعی تھا اب فعل صحابی بھی لیجیے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا اوس وقت قیام فرماتے نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ میں اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۷۶ میں ہے وکان انس[2] رحمہ اللہ تعالیٰ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ

فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۴ میں ہے وعن[3] انس انہ کان یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ رواہ ابن المنذر وغیرہ کیا حضرت انس صحابی اور حضرت ہشام تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فعلاً وعملاً قیام وقعود کی تحدید نفرمائی کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ فعل صحابی اور عمل تابعی خلاف سنت تھا اور جب نہیں اور یقیناً نہیں تو بکر خود ہی فیصلہ کرے کہ فعل صحابی اور عمل تابعی کی بنا پر اوسکے نزدیک حی علی الفلاح تک قعود مندوب یا مسنون ہوا یا کیا۔ اور فعل صحابی خود سنت ہے

بکر کا یہ قول اور شروع سے کھڑے رہنے کو ہرگز مکروہ نہ کہا جائیگا اگرچہ عالمگیری میں مکروہ لکھا ہے مگر بے دلیل ہے لہٰذا قابل تسلیم نہیں محض بے معنی ہے کہ دلیل نہ ملنا او رہابت ہے اور دلیل کا نہونا امر دیگر اگر بکر کو دلیل کراہت نملی تو وہ اس سے یہ سمجھ لیا کہ فقہا نے بلادلیل قیام کو مکروہ فرما دیا اور اگر حقیقتہً بلادلیل مکروہ فرمایا تو قول بکر کی بنا پر جبکہ اسی عالمگیری میں صیام ستہ شوال بروایت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلادلیل مکروہ لکھا تو نو۔ بکر فقہا،

---

[1] مصنف میں ہے کہ مکروہ جانا ہشام بن عروۃ (تابعی) نے کھڑے ہونے کو یہاں تک کہ مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے ترجمہ ۱۲ ۔منہ

[2] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اوسوقت قیام فرماتے تھے جب مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا۔ ۱۲ منہ

[3] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ وہ اوس وقت قیام فرماتے جب مکبر قد قامت الصلاۃ کہتا اس کو ابن منذر وغیرہ نے روایت کیا۔ ۱۲ ۔منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرام نے اس مسئلہ عالمگیری کو تسلیم نفرمایا اور علی العموم صیام ستہ شوال کو مستحب و مندوب لکھا ہے اسی طرح عالمگیری کے اس مسئلہ کو بھی اگر بے دلیل تھا تو فقہا تصریح نفرماتے اور جسطرح کہ صیام ستہ شوال میں استحباب و ندب کی صراحت فرمادی اسیطرح اس مسئلہ قیام میں بھی عدم کراہت کی تصریح فرماتے حالانکہ بحمدہ عزوجل اس مسئلہ خاص میں تصریحات کثیرہ بشیرہ کتب معتمدہ مستندہ فقہیہ میں موجود ہے مگر عدم کراہت کی تصریح ہر ایک میں مفقود حالانکہ بعض محققین فقہا نے اسی عالمگیریہ اور مضمرات کی عبارت کو اپنے اسفار معتمدہ میں استناداً علی کراہۃ القیام نقل فرمایا حالانکہ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں (قولہ قبل) ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح انتہی عن الہندیۃ سے علامہ طحطاوی عبارت مضمرات نقل کرکے فرماتے ہیں ویفہم منہ کراہۃ القیام ابتداء اقامۃ والناس عنہ غافلون کیا علامہ طحطاوی اور علامہ شامی کا یہی پایہ تھا کہ بلاتحقیق جبکہ کراہت قیام پر اون کے نظر میں کوئی دلیل نہ تھی تو اس عبارت سے استناد اور اوسپر جزم واعتماد فرماتے اور اگر واقعۃً اونکی نظر میں کوئی بھی دلیل کراہت نہ تھی تو پھر اونکا اس عبارت سے استناد اور اوس پر جزم واعتماد کیا اونکے سر اعراض عن الحق کے بیجا الزام کو عائد نہیں کرتا اور اگر انہوں نے سکوت فرمایا تو دیگر فقہا کیوں ساکت رہے اون پر یہی الزام تو صاف کھل گیا کہ فقہا کا اس مسئلہ میں ساکت رہنا عبارت ہندیہ و مضمرات پر تنقید و تبصرہ نہ کرنا عدم کراہت کی تصریح نفرمانا بلکہ کراہت قیام پر عبارات کتب مذکورہ سے استدلال فرمانا اون کی نظر میں وجود دلیل کراہت پر دال ہے ذی عقل اس سے اسی نتیجہ پر ضرور پہنچیگا کہ فقہا نے بلا دلیل ہرگز ابتداءً قیام کو مکروہ نفرمایا ورنہ ثقات علما اور جمہور فقہا سکوت محض اختیار نفرماتے کہ اسوقت مذہب میں اون حضرات کرام سے اخفاء حق بعید ہے ثبوت کراہت کے لیے بکر کو اگر کوئی دلیل خاص نہ ملی تھی تو اسکے ثبوت کیلیے اتنا ہی سمجھ لینا کافی تھا کہ جب جا بجا ائمہ کراہت کا حکم فرما رہے ہیں اور ثبوت کراہت بے دلیل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاص نا ممکن تو قطعاً معلوم ہوا کہ شرعاً دلیل کراہت قائم ہی ؟ اگرچہ ہماری سمجھ سے دور ہی مگر اگر تحقیق کامل سے کام لیتا تو بعض مطولات فن میں دلیل کراہت ظاہر پاتا مگر کوا گر وجہ کراہت نقص پر بھی نہ ملی تو ہم بتاتے ہیں فقہائے کرام نے قیام عند حی علی الفلاح کے مسنون ہونیکی تصریح فرمائی اور ہر سنت کا خلاف مکروہ لہذا پہلے سے کھڑا رہنا بھی مکروہ علامہ شیخ شلبی حاشیہ تبیین الحقائق جلد اصفحہ ۱۵۵ میں وجیز امام کردری مبتغی سے ناقل قوله (فی المتن والقیام) ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز والسنة ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح اه ومثله فی المبتغی یعنی وجیز میں فرمایا جب مکبر حی علی الفلاح کہے اوس وقت امام اور قوم کا کھڑا ہونا سنت ہی ایسا ہی مبتغی میں ہے اور عینی سے حضرت انس کا قیام عند قد قامت الصلاۃ اوپر مذکور ہوا۔ جبکہ فقہا کے نزدیک حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا سنت ٹھہرا تو ظاہر ہے کہ ابتدا سے قیام کرنا ترک سنت کو مستلزم اور ترک سنت مکروہ تو ابتدا سے قیام بھی مکروہ یہی وجہ کراہت اور یہ ہی بکر کے اس قول کا جواب کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے ظاہر عبارات حضرات فقہائے کرام سے حی علی الفلاح تک بیٹھنے کو مستحب سمجھ لیا جائے جب بھی شروع سے کھڑا رہنا فقہا کے طور پر مکروہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ترک مستحب سے کراہت نہیں لازم آتی ہے بے شک ترک مستحب مستلزم کراہت نہیں مگر ترک سنت میں تو کراہت یقینی ہے۔

خلاصہ قول بکر یہ کہ شروع سے نہ قیام مکروہ نہ قعود مستحب بلکہ اگر بیٹھا ہو تو حی علی الفلاح سنکر کھڑا ہونا مستحب ہے حاصل کلام یہ کہ بلاشبہ ابتدا سے قیام مکروہ اور قعود سنت جیسا کہ تصریحات سابقہ سے ثابت ہاں جو شخص اس حکم کو شقوق باقیہ میں جبکہ امام نہ ہو یا ہو مگر محراب کے قریب نہ ہو عام جانے اوسکا قول باطل کہ یہ حکم اوس صورت میں ہے کہ جبکہ امام محراب کے قریب ہو نہ شقوق باقیہ میں اور جو شق اول میں جبکہ امام قریب محراب میں ہو ابتدا سے قیام کو مکروہ نہ جانے وہ بھی جادۂ صواب سے ہٹا ہوا ہے۔ واللہ تعالے اعلم۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب (۲) بکر کا اپنے اس معمول کو سنت سمجھنا اور مقتدیوں کو کھڑے ہو جانے کا حکم دینا صحیح نہیں کہ جب وہ تکبیر سے پہلے قریب محراب آگیا تو اب تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدیوں کو کھڑے ہو جانے کا حکم نہیں بلکہ یہ وہی صورت اذا کان الامام بقرب المحراب ہے فتاوی رضویہ کی یہ عبارت اوسے بیٹھنے کی حاجت نہیں مصلے پر جائے اور حی علے الفلاح یا ختم تکبیر پر تکبیر تحریمہ کہے اوس مسئلہ سے متعلق ہے کہ امام قرب محراب میں نہ ہو اوسے آتا دیکھا تکبیر شروع ہو گئی ہو اگر اس صورت میں امام آیا تو امام تو امام ضمناً یہ معلوم ہو لیا کہ مقتدیوں کو بھی بیٹھنے کی حاجت نہیں فتاوی مبارکہ کی پوری عبارت یہ ہے اور اگر وہ تکبیر ہوتے ہی چلا تو اوسے بیٹھنے کی حاجت نہیں مصلے پر جائے اور حی علے الفلاح یا ختم تکبیر پر تکبیر تحریمہ کہے فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۴۱۸ عبارت کا ابتدا کی جز بکر سے نقل کرنے سے رہ گیا فتاوی مبارکہ کی پوری عبارت یہ تھی جو ہم نے نقل کی اور یہی تو ہم نے اوپر بیان کیا اوس عبارت کا منشا۔

رہا فاضل زید کا یہ کہنا کہ امام کو بھی اگر مصلے پر بیٹھ جانا چاہیے صحیح نہیں کہ اس صورت میں امام کے لیے کوئی خاص حکم نہیں بکر کا یہ قول بیشک صحیح کہ اس وقت بیٹھنے کے لیے کسی فقیہ نے تصریح نہ کی رہا یہ کہ ظاہر الفاظ فقہ کے خیالی اور مقامی علما کی موافقت کے لحاظ سے تکبیر ہوتے وقت بیٹھا رہنا اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مگر اس بیٹھے رہنے کو دلائل مذکورہ کی رو سے صرف جائز و مباح جاننا صحیح نہیں کہ جن دلائل کی وجہ سے بکر کو یہ خیال پیدا ہوا اونہیں دلائل کا ہم بعونہ عزوجل کافی جواب دے چکے مگر اتنے سے جواب کا بغور ملاحظہ ہو اگر مولی تعالی توفیق رفیق عطا فرمائے تو یہ خیال بھی ان شاء اللہ الکریم بدل جائیگا واللہ تعالی اعلم۔

جواب (۳) بکر حق بجانب ہے اور زید غلطی پر بیشک بعد خطبہ امام کیلیے حی علے الصلاۃ تک بیٹھنے کی کوئی تصریح نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب (۴) بکر کو زید کے اس تشدد پر اعتراض ہے اور اپنے خلاف سنت تشدد پر نہیں خود انصاف کرے کہ کس کا تشدد بیجا ہے ہمارے بیان سابق سے واضح ہوا کہ زید کس صورت میں مسنونیت کا قول کر سکتا ہے اور کس میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب (۵) زید و بکر کی حیرانی اون کی عدم فکر کا نتیجہ ہے ورنہ وہ اگر ذرا سا تأمل کرتے تو مسئلہ بعونہ عزوجل حل تھا۔ جہاں حضور پُرنور اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ مبارکہ میں یہ تحریر فرمایا کہ یہ حکم قوم کے لیے ہے پھر ص۵۱۱ میں فرمایا امام کے لیے اسمیں خاص کوئی حکم نہیں مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھکر سنیں ص۵۱۳ میں فرمایا مقتدی کو حکم یہ ہے کہ تکبیر بیٹھکر سنیں وہاں فتاویٰ مبارکہ میں بعض مقامات پر اس کی بھی تو تصریح فرمائی کہ یہ حکم امام و مقتدی ہر دو کو عام ہے ص۵۰۸ میں ہے جس نے کہا امام فوراً کھڑا ہو جائے غلط کہا حوالہ وہ دے نہیں کہا سکتا کہ زید و بکر نے ص۵۰۸ کی عبارت کو کیوں نظر انداز کیا اور وہ عبارتیں جو تخصیص کی مشعر تھیں انہیں کو دیکھکر متحیر ہو گئے اگر بمقتضائے بشریت ایسا ہوا تو اس سے اونپر کچھ الزام نہیں مقام قدرے تفصیل چاہتا ہے عبارات ص۵۰۸ و ص۵۰۹ و ص۵۱۱ و ص۵۱۳ میں بعض حضرات کو تعارض کا وہم ہوتا ہے مگر یہ وہم ہی ہے یا قلت تدبر ورنہ حقیقۃً تعارض نہیں فتاوے مبارکہ کی جس عبارت کا یہ مشغلہ ہے کہ یہ مسئلہ امام و ماموم ہر دو کو عام ہے وہاں یہ حکم اپنے محل میں صحیح اور جہاں یہ تحریر فرمایا کہ امام کے لیے اس میں کوئی خاص حکم نہیں یہ اپنے موقع پر درست صورتیں دو ہیں ایک تو امام و ماموم کا قبل افتتاح تکبیر بیٹھا ہونا اور دوسرے امام و ماموم کا افتتاح تکبیر سے قبل کھڑا ہونا۔ صورت اولیٰ میں یہ حکم امام و ماموم ہر دو کو عام ہے کہ وہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اور صورت ثانیہ میں یہ حکم صرف مقتدیوں کو ہے کہ وہ وقت تکبیر بیٹھ جائیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں امام کے لیے اس صورت میں کوئی خاص حکم نہیں فتاوے مبارکہ کی وہ عبارتیں جو بظاہر آپس میں متعارض معلوم ہوتی ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کا یہ منشا ہے اور اس میں اصلا تعارض نہیں حضور اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے جہاں قوم کی تخصیص فرمائی وہاں اوس تخصیص کا منشا یہ ہے کہ اگر امام و ماموم محراب کے قریب اول سے موجود ہوں اور کھڑے ہوں تو وقت تکبیر قوم حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائے نہ امام کہ اس صورت میں امام کے لیے کوئی خاص حکم نہیں اسیطرح فقہا کی عبارت کی بھی دو محمل ہیں تعجب ہے کہ فتاوے مبارکہ کی عبارات میں تعارض سمجھا جاتا ہے اور فقہا کی عبارت میں تعارض کا وہم بھی نہیں کیا جاتا واللہ سبحنہ وتعالے اعلم۔

۷۸۶

الحمد للّٰہ والصلٰوۃ علے رسولہ الکریم عزیز محترم جناب مولوی محمد ابرار حسن صاحب تلہری سلمہ ربہ وصانہ عن الشرور والفتن کا یہ رسالہ حق فیصلہ مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ صحیح وصواب پایا بعض حضرات نے توجہ دلائی کہ مضمون تحقیق زید وبکر وغیرہ کے شبہات کا علیحدہ جواب ہو مگر بفضلہ تعالیٰ اس جواب میں ان شبہات کا پیشگی جواب ہو گیا تھا اسلیے کسی اور تحریر کی حاجت نہیں کسی مخالف کی تحریر آتی تو نقض و نقضکا رد کیا جاتا یہاں بفضلہ تعالیٰ اسکی حاجت نہیں مولنا ابرار حسن صاحب کا جواب اگر بنظر غور و تامل ملاحظہ کرینگے بہت سی شبہات حل ہو جائینگے اور اپنے شبہات پر اگر نظر ثانی کرینگے تو بہت سے لغو و بیکار نظر آئینگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری رضوی غفرلہ

جمدہ اللہ

سگ بارگاہ عالیہ قادریہ رضویہ مفتی الوالمعالی محمد ابرار حسن

محمد تقی تلہری خادم افتاء ے دار العلوم منظر اسلام اہلسنت وجماعت بریلی۔

۷۸۶

ھذا ھو الحق والحق بالاتباع احق

کتبہ محمد حسن

المدعو بحامد رضا القادری النوری الرضوی البریلوی سقاہ ربہ من نمیر منہل کرمہ المروی وحماہ عن شر حسر مزوی

آمین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

خادم العلم والعلما محمد حسنین رضا القادری البریلوی

۷۸۶ المجیب مصیب و جزاء علیہ

المجیب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر احسان علی عفی عنہ مظفرپوری خادم مدرسہ منظر اسلام بریلی ۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۶ھ

مفتی مظفرپوری
صدر
محمد احسان علی ۱۳
۲ ۱۴ھ

ولا ریب ان القیام حین قیل حی علی الفلاح من بعض الآداب التی ندب بہا الشارع فامر بہا فی عمل السادۃ الیہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد نور الحسن کان اللہ لہ

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد تقدس علی رضوی غفرلہ مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

۷۸۶

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مکرمی مولوی ابرار حسن صاحب صدیقی تلہری زاد اللہ تعالیٰ فی علمہ وعملہ کا رسالہ دربارہ قیام عند حی علی الفلاح سنا بحمدہ تعالیٰ اسے تحقیقات عالیہ و مضامین نفیسہ پر مشتمل پایا مولوی صاحب موصوف نے اس مسئلہ میں نصوص فقہیہ جلیلہ شرعیہ سے حق کو حق کر دکھایا۔ ایسا کہ اگر مخالف بھی بنظر انصاف غور کرے تو اسے بجز قبول چارہ نہ رہے مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور اور اہلسنت کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وہو الموفق للخیر والصواب فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی آل احمدی مارہروی عفی عنہ خانقاہ برکاتیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(از صدر الشریعہ حضرت مولنا مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب اعظمی زید مجدہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین عبارت ذیل میں صاحب درمختار فرماتے ہیں۔

والقیام للامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظہر فان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ الا اذا اقام الامام بنفسہ فی مسجد فلم یقفوا حتی یتم اقامتہ ظہیریہ وان خارجہ قام کل صف ینتھی الیہ بحر

بعض لوگ عبارت مذکورہ سے یہہ ثابت کرتے ہیں کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا اوسوقت مستحب ہے کہ امام محراب کے پاس ہو اور اگر صف سے دور ہو یا مسجد سے باہر ہو تو جس صف کے پاس امام پہنچے اوس صف کے لوگ کھڑے ہو جائیں عام اس سے کہ تکبیر شروع ہو یا ہو اسی بنا پر جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو صف سے قریب آکر کہتے ہیں کہ اے مقتدیو کھڑے ہو جایا کرو جب میں تمہارے پاس آجایا کروں بعض مقتدیوں نے کہا ابھی مکبر نے تکبیر شروع نہیں کیا ہے میں کیونکر کھڑا ہوں یہہ تو اوسوقت ہیں ہے کہ مکبر حی علی الفلاح کہہ چکا ہو اور امام موجود نہو تو محض مکبر کے حی علی الفلاح پر نہ کھڑے ہو جائیں بلکہ امام کی انتظاری کریں اس پر بہت زور دیا جا رہا ہے کہ نہیں یہ مطلب ہرگز نہیں ہے بلکہ میں جب قبل تکبیر آیا کروں تو بھی کھڑے ہو جانا تم لوگوں کا ضروری ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبارت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ امام جب محراب کے قریب ہو تو حی علی الفلاح پر اٹھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اگر ایسا نہیں ہے تو دو صورت ہے اگر تکبیر کے شروع پر امام آیا ہے تو جس صف سے گزرے اوس صف کے لوگ کھڑے ہو جائیں اور اگر قبل تکبیر شروع ہونے کے امام آیا ہے تو اوس کو بیٹھ جانا چاہیے اور حی علی الفلاح پر اٹھنا چاہیے کیونکہ انتظاری اقامت کھڑے ہو کر مکروہ ہے جیسا کہ صاحب طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولا ینتظر قائما فانه مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفهم منه کراهية القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون اور پھر جامع الرموز میں ہے ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰة وفی الاصل وغیرہ الاحسن یقوموا فی الصف اذا قال المؤذن وهذا قول العلماء الثلثة وهو الصحیح چند عبارت کے بعد فرماتے ہیں وفی الکلام ایماء خفیٌّ الی انه لو دخل المسجد احدٌ عند الاقامة یقعد لکراهة القیام والانتظار کما فی المضمرات۔ عالمگیری نے کچھ اضافہ کر کے تصریح کی ہے ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات

اور اگر قبل تکبیر کے محض امام کے آنے پر خود امام اور لوگ کھڑے ہو جائیں تو صاحب مضمرات کی عبارت کا مطلب باطل ہو جاتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ جب امام قریب محراب میں ہو تو حی علی الصلاۃ پر وہ خود اور لوگ اوٹھیں اور بعدم موجودگی امام وقت حی الصلاۃ مقتدی نہ اوٹھیں بلکہ جب امام صف کے قریب ہو جائے تو اوس صف والے لوگ اوٹھیں تو صاحب مضمرات اور صاحب درمختار دونوں کی عبارت کا مطلب صحیح باقی رہیگا۔ اور دوسرے وقت اقامت کے بیٹھنا اور وقت حی علی الصلوٰۃ کو کھڑے ہو جانا یہ نیا مسئلہ ہے یا پرانا بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے سے تو کہیں کسی کو ہمنے بیٹھتے نہیں دیکھا یہ نیا مسئلہ ہے ہیں تو نہ بیٹھونگا تو اس کا جواب بھی بالتفصیل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرحمت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں تاکہ یہ مرحلہ جلد طے ہو جائے :۔ فقط۔

الجواب

عبارت درمختار بہت واضح وظاہر ہے اور مسئلہ بھی نہایت صاف ہے۔ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جن میں روایات مختلف ہوتی ہیں یا ائمہ مذہب یا مشائخ میں اختلاف ہوتا ہے ایسے مسائل میں تصحیح و ترجیح کی ضرورت پڑتی ہے اور جہاں اختلافات نہ ہوں یا روایات مختلف نہ ہوں اور متون تک میں مذکور ہوں وہاں قیل و قال کی ضرورت نہیں یہ مسئلہ حاضرہ ایسا ہے کہ خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالٰے کا قول اس کے متعلق موجود اور ائمہ ثلثہ بالاتفاق فرما رہے ہیں کہ اس وقت امام و مقتدی کھڑے ہوں جب مکبر حی علے الصلاۃ یا حی علے الفلاح کہے۔ شروع سے کھڑا ہو جانا نہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ ہے نہ صاحبین کا قول پس حنفی کو چون و چرا کی اصلا گنجائش نہیں ہمارے ائمہ میں امام حسن بن زیاد اور امام زفر نے اگرچہ ائمہ ثلثہ کا خلاف کیا ہے مگر وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ پہلے ہی سے کھڑے ہو جائیں بلکہ ان کے نزدیک قد قامت

الصلاۃ پر کھڑے ہوں۔ ردالمحتار میں ہے قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علے الفلاح عند علمائنا الثلثۃ وقال الحسن بن زیاد و زفر اذا قال المؤذن قد قامت الصلاۃ قاموا الی الصف واذا قال مرۃ ثانیۃ کبروا والصحیح قول علمائنا الثلثۃ۔ ان دونوں ائمہ نے بھی اوس طرح نہ کہا جیسا آجکل عوام حنفی کرتے ہیں کہ وقت اقامت تمام جماعت و امام کا کھڑا رہنا فرض سمجھتے یا کم از کم مستحب جانتے ہیں یہانتک کہ مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی پیروی کرنے پر فساد کے لیے طیار ہو جاتے ہیں یا ناراض ہوتے ہیں۔ غالبًا یہ انکا عدم واقفیت پر مبنی ہے مگر بتا دینے کے بعد اوس کی طرف رجوع نہ کرنا خلاف انصاف ہے۔ عام طور پر لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم نہیں اس وجہ سے ایسا کہتے ہیں ورنہ جو تمام عامہ کتب مذہب متون و شروح و فتاوی میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الکو رہوا اور وہ بھی اس تصریح کے ساتھ کہ ائمہ ثلثہ کا یہ قول ہے اور جسے نیا کہنا عجب ہے امام کے قول کے خلاف حنفی کو عمل کرنا نیا ہے نہ کہ قول امام کو نیا اور حادث کہا جائے اگر مشائخ یا علما کا استخراج ہوتا جب بھی نیا نہ کہلاتا نہ کہ امام اعظم کے ارشاد کو نیا کہکر رد کیا جائے یہ حنفی سے نہایت بعید ہے۔ درمختار کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وقت اقامت اگر امام قرب محراب میں ہو تو حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور امام وہاں نہ ہو اور اقامت ہو جائے تو حی علی الفلاح پر کھڑے نہوں بلکہ جس صف کے پاس امام پہنچے وہ کھڑی ہو جائے والا فیقوم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اقامت سے پہلے جب امام آئے تو اوسکے آنے سے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں اس لیے کہ والا مخفف ہے وان لم یکن کذلک کا جسکا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ صورت متقدمہ نہو تو حکم یہ ہے اور یہاں صورت متقدمہ یہ تھی کہ اقامت اوس حالت میں ہو کہ امام قریب محراب میں ہو تو اب والا کے یہ معنے ہوئے کہ اقامت اوس وقت کہی گئی کہ امام قریب محراب میں نہ تھا لہذا اگر قبل اقامت امام آگیا تو نہ اوس کے آنے پر لوگ کھڑے ہوں گے نہ ا [illegible] عبارت سے اوسے کوئی تعلق۔

ثانیاً قبل اقامت امام کے آنے پر مقتدیوں کا کھڑا ہونا اوس کی دو صورتیں ہیں تعظیم امام کے لیے یہ کھڑا ہوتا ہے یا نماز کے لیے بر تقدیر اول خود امام کا لوگوں کو اپنی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دینا سخت معیوب و مذموم ہے۔ نیز یہ قیام زیر بحث نہیں کلام اوس قیام میں ہے جو نماز کے لیے ہو نہ کہ امام کو لیے اور بر تقدیر ثانی انتظار الصلاۃ قائماً ہوا اور اوس کو فقہا مکروہ کہتے ہیں لہذا یہ بھی نہیں ہو سکتا تو امام کے آنے پر کھڑا ہو اگرچہ قبل اقامت ہو درمختار کی عبارت کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقصود نہیں ہو سکتا۔ اگر کہا جائے انتظار الصلوٰۃ قائماً سے قیام طویل مراد ہے اور یہاں تھوڑی دیر کھڑا ہونا پڑے گا لہٰذا مکروہ نہیں تو جواب یہ ہے کہ امام کے آنے پر فوراً اقامت ہو کر نماز شروع ہو جانا کیا ضرور ہے بسا اوقات کچھ لوگ وضو کرتے ہوتے ہیں جن کا انتظار ہوتا ہے یا وقت مقرر ہے کہ چند منٹ باقی ہوتے ہیں جنکے پورے ہونے کا لحاظ کیا جاتا ہے پھر ایسی صورت میں امام و مقتدی سب کھڑے کھڑے کب تک پریشان ہوں گے۔ اور اگر فوراً اقامت ہو کر نماز شروع بھی ہو جائے تو اتنی دیر تک کے قیام بلکہ اس سے کم کو بھی (مثلاً اقامت ہوتے وقت مسجد میں آیا) فقہا مکروہ بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بیٹھ جائے اور وجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ انتظار قائماً ہے اور یہ مکروہ ہے جب اتنا اقامت میں آنے والے کے لیے کھڑا رہنا انتظار قائماً میں داخل ہے تو پہلے ہی سے کھڑا ہو جانا انتظار قائماً میں بدرجۂ اولیٰ داخل ہوگا عالمگیری میں ہے۔ اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح کذا فی المضمرات فتاوائے بزازیہ میں ہے۔ دخل المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائماً الی وقت الشروع

ثالثاً۔ اگر امام کا مسجد میں آنا ہی قیام مقتدی کو چاہتا ہو۔ عام ازیں کہ اقامت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو جب امام خود تکبیر کہے اس صورت میں کیوں فقہا حکم فرماتے ہیں کہ جب تک تکبیر ختم نہ کرے مقتدی کھڑے نہ ہوں خود اسی در مختار میں اسی جگہ اسی عبارت سے متصل یہ فرمایا۔ الا اذا اقام بنفسہ فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامتہ ظہیریہ اسی طرح بحر الرائق میں بھی اسی ظہیریہ سے نقل فرمایا۔ یہاں امام موجود ہے اور خود کھڑا بھی ہے مگر مقتدی کو حکم ہے کہ جب تک تکبیر پوری نہ ہو بیٹھے رہیں تو معلوم ہوا کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اس وقت سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ امام موجود ہو اور دوسرا شخص تکبیر کہہ رہا ہو اور اگر امام موجود ہو تو حی علی الفلاح پر کھڑے
ہوں بلکہ او سکے آنے پر اور امام تکبیر کہے تو تکبیر کے ختم ہونے پر ۔
رابعًا یہ مضمون کہ حی علے الفلاح پر جب امام وہاں نہ ہو کھڑے نہ ہوں بلکہ امام کے
آنے پر کھڑے ہوں حدیث سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی
اللہ تعالے عنہ سے مروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اقیمت
الصلوٰۃ فلا تقوموا حتے ترونی یعنی اگر میرے آنے سے پہلے اقامت ہو جائے
تو جب تک مجھے آتا ہوا نہ دیکھو کھڑے نہ ہو۔ امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح
بخاری میں فرماتے ہیں لابد فیہ من التقدیر تقدیرہ لا تقوموا
حتے ترونی خرجت فاذا رأیتمونی خرجت فقوموا۔ یہ حدیث
صاف کہہ رہی ہے کہ اقامت ہو جانے پر مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک امام آنہ جائے۔
نیز اوسی عمدۃ القاری میں ہے۔ وقال ابوحنیفۃ ومحمد یقومون فی الصف اذا
قال حی علی الصلاۃ فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبر الامام لانہ امین
الشرع وقد اخبر بقیامہا فیجب تصدیقہ واذا لم یکن الامام
فی المسجد فذهب الجمهور الی انهم لا یقومون حتی یروہ اس عبارت
میں دونوں حکموں کو ایک ساتھ بیان کرنا اور حتی یروہ کو عدم قیام کی غایت قرار
دینا اوسیوقت چسپاں ہو گا جب امام کے آنے سے پہلے اقامت ہونے پر محمول
کریں ورنہ عبارت غیر مرتبط ہو گی کما لا یخفے بدائع الصنائع میں اولاً یہ تحریر فرمایا۔ والجملۃ
فیہ ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان الامام معهم فی
المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف اسکے بعد امام زفر حسن بن زیاد
کا قول و استدلال اور اوس کا جواب ذکر کرکے فرمایا۔ هذا اذا کان الامام فی
المسجد فان کان خارج المسجد لا یقومون ما لم یحضر لقول النبی صلے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ علیہ وسلم لا تقوموا فی الصف حتی ترونی خرجت اقامت ہونے کے متعلق یہ دو حکم بیان کرتے ہیں ایک اوس وقت کے لیے کہ امام مسجد میں ہو دوسرا اوس حالت کے متعلق کہ امام خارج مسجد ہا اور حدیث سے اس حکم کو ثابت کرتے اور حدیث ہم اوپر بیان کر چکے کہ اوس میں اقامت کو شرط کیا ہے پھر قبل اقامت امام کے آنے پر کھڑا ہونا کہا جائے تو نہ حدیث سے ثابت ہوگا نہ اقامت کے متعلق یہ دو حکم ہوں گے اور اقوال علما کو اختلاف پر حمل کرنا جب کہ اتحاد درست ہو درست نہیں۔ واللہ تعالے اعلم۔

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ۔

ذلک کذالک الماصدق ولذلک جن مقلدین سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے پاک نے اپنے امام کے اتباع کی توفیق دی ہے ان کا یہی عمل ہے میں نے اپنے اساتذہ اپنے شیوخ اپنے اکابر کو اسی کا عامل پایا جیسا کہ زیلعی کی عبارت ذیل سے بھی ظاہر ہے قال فی الوجیز والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح اھ مثلہ فی المبتغی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

خادم العلما فقیر محمد محی الدین عفی عنہ بلخی قادری

نقل دستخط

فقیر کی رائے بالکل مولنا امجد علی صاحب کے فتوی سے متفق ہے میرے نزدیک بھی مقتدیوں کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیے جو اعلیحضرت قبلہ کی تحریر اور مولوی امجد علی صاحب کا فتویٰ ہے فقیر کو اس سے اتفاق ہے

فقیر

محمد ظفر الدین قادری

رضوی مدرس مدرسہ

شمس الہدی

۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب صحیح

واقعی یہ مسئلہ متفقہ ہمارے امام عالیمقام سیدنا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ہے اسکا خلاف کسی سنی حنفی مقلد سے خلاف انصاف ہے۔

محمد اسحاق بنارسی عفی عنہ

[illegible]

فاضل مجیب نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ راست ہے کم کاست ہے موافق فرمان ائمہ ثلثہ کے فقیر کا بھی عرصہ سے عمل ہے اللہ جل شانہ تمامی مقلدین کو توفیق عمل عطا فرمائے۔

فقیر محمد عبد الرحیم عفا عنہ اللہ الکریم بنارسی

[illegible]

المجیب مصیب

مجھے اس مسئلہ سے من اولہ الی آخرہ اتفاق ہے خدائے قدوس تمامی مقلدین امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کو اس کا عامل بنا دے۔

محمد عبد اللہ بنارسی عفی عنہ

الجواب صحیح [illegible]

ذلک کذلک انی اصدق لذلک

الجواب صحیح حق فماذا بعد الحق الا الضلال

کتبہ العبد المذنب الذلیل محمد خلیل الرحمن عفی عنہ الحنان

ھذا الجواب کافی [illegible] واللہ اعلم بالصواب [illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الامر كذالك فالعمل
ابو العرجین
عجیب الشیب
محمد امین اللہ
عبد ...
محمد غنیمت
رمضان المعظم ۱۳۲۶ھ

اگر انسان موافق سنت کے نماز ادا کرنا چاہے اور مکروہات سے خالی ہو حی علی الصلاۃ پر امام اور مقتدی دونوں اوٹھیں مجھے فاضل مجیب کی رائے سے اتفاق ہے فقیر بھی عرصہ سے اسکا عامل ہے + العبد الاواہ محمد عظیم اللہ غفرلہ اللہ بنارسی

لقد اصاب المجیب فی الجواب الصواب بالکتاب العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی الغنی الکبیر علی الوضوح البنارسی عفا اللہ عنہ لصحوا الکلیۃ فقط

بیشک مصلیوں کو نماز جماعت سے ادا کرنے کے لیے امام اور مقتدی دونوں کو مکبر جبوقت حی علی الصلاۃ کہے کھڑا ہونا چاہیے اور قد قامت الصلاۃ پر نماز شروع کرنی چاہیے فقہائے کرام رضوان اللہ علیہم کا اکثر یہی مسلک ہے چنانچہ شرح وقایہ میں بھی مذکور ہے یقوم الامامُ والقومُ عند حیّ علی الصّلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصّلوٰۃ اس سے صاف ظاہر ہے جو کچھ کہ جواب میں تحریر ہے فقیر بھی اسی مسئلہ کا پابند ہے

محمد نعمت اللہ بنارسی سبحانی عفی عنہ

المجیب مصیب
باللہ التوفیق
... اتفاق ہے
... نبی اللہ
... واللہ
... الصواب
العبد ... البنارسی
... عنہ
... امجد ...

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل دستخط مع فتویٰ

چونکہ بعض کے نزدیک حیّ علی الصلوٰۃ پر اور بعض کے نزدیک حیّ علی الفلاح پر کھڑا ہونا ہے اس لیے یہ مسئلہ صحیح اور اجتناب اصلًا نہ ہونا البتہ حیّ علی الصلوٰۃ سے قبل کھڑا ہونا احناف کا مسئلہ سلب ہے اور کسی مقلد کو بدون ضرورت داعیہ اپنے مذہب کے قول مفتی بہ کے خلاف صرف اپنی خواہش نفسانی سے عمل کرنا سزاوار نہیں جس کی تفصیل ردالمحتار وغیرہ کتب فقہیہ کے مختلف مقامات میں موجود ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم۔

حررہٗ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ وستر ۱۳۴۶ (مہر)

چوک لکھنؤ مقام ٹکسال مدرسہ قدیمہ — (مہر)

الجواب صحیح

حیّ علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور درمختار کی عبارت کا مطلب وہ ہی ہے جو مذکورہ بالا میں تحریر ہے فصح الجواب واللہ اعلم بالصواب +

حررہ ابو الرحیم محمد ایوب غفرلہ (نواسہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی) (مہر)

جواب صحیح ہے [illegible] حررہ الراجی [illegible] محمد [illegible] الانصاری غفرلہ [illegible]

جواب صحیح ہے بلا ارتیاب محمد عبد الحمید غفرلہ

۴۸۶

زید کا قول صحیح ہے کیونکہ دلائل کے بعد درمختار میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ خاص اس صورت میں ہے جبکہ امام مؤذن کے حیّ علی الفلاح کہنے پر صفوں سے دور یا مسجد سے خارج ہو۔

فصح الجواب

(محمد شفیع حجۃ اللہ الانصاری فرنگی محل لکھنؤ)

[illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس میں شک نہیں کہ یہ مسئلہ اکثر کتب حنفیہ رحمہم اللہ
تعالیٰ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ قہستانی نے لکھا ہے عن
المضمرات انہ یقوم فی الصف عند حی علی الفلاح
فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبر الامام
واللہ اعلم بالصواب
ناچیز محمد محسن عفا عنہ رضوی

تکبیر کے حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح
کہنے کے وقت امام و مقتدی کو کھڑا ہونا مستحب ہے
ائمہ حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے۔
العبد محمد حسین ۱۳ ربیع الاول

ھذا الجواب بالصواب
سید ابو یوسف عفی عنہ ساکن کملہ ملک بنگال

الجواب صحیح

کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ کسی جگہ بیٹھ جانا چاہیے اور حی علی الفلاح
کے وقت کھڑا ہو جائے جیسا کہ حضرت مولانا عبد الحی صاحب قدس سرہ نے
عمدۃ الرعایہ میں تحریر فرمایا ہے ویقوم الامام ای من
مواضعھم الی الصف وفیہ اشارۃ الی انہ
اذا دخل المسجد یکرہ انتظار الصلوٰۃ قائما بل
یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح
وبہ صرح فی جامع المضمرات
لمقرر العبد المذنب الاواہ
محمد امانت اللہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام
اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقوم الامام والقوم یا حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے یا نہیں اور صحیح ہے یا غلط۔

(۲) مسئلہ مذکورہ کے استحباب وآداب پر کیا دلیل ہے اور اسکا کیا حکم ہے۔

(۳) کیا شروع تکبیر پر کھڑے رہنا کتب معتبرہ حنفیہ سے ثابت ہے۔

(۴) کیا اس قول پر عمل کرنے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے ثواب کے مستحق ہیں

(۵) جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہو اسکو امام صاحب کے قول ہوتے ہوئے امام شافعی اور امام مالک کے قول پر عمل کرنا یا اسی طرح محدثین کے قول پر عمل کرنا کیسا ہے۔

(۶) اگر کہیں پہلے سے یہ عمل نہ رہا ہو اور کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہو تو لوگوں کا فعل قابل عمل ہوگا یا جو کتابوں میں لکھا ہے اُس پر فتوی اور عمل ہوگا۔

(۷) کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت داخل ہوا کہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو اوس کو امام کے قیام تک بیٹھ جانا چاہیے یا کھڑا رہے اور اگر کھڑا رہا تو کوئی کراہت تو لازم نہیں آئی بینوا بالکتاب وتوجروا من اللہ الجلیل الوہاب۔

الجواب ھو الموفق للصواب

مستفتی نے چند امور شرعیہ دریافت کیے بعون اللہ المنان مفصل جوابات نمبروار تحریر کیے جاتے ہیں واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(۱) بیشک امام المغارب والمشارق سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور اون کے صاحبین جلیلین و دیگر اجلہ فقہائے احناف کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا قول اسکے متعلق مصرح اور موجود ہے جیسا کہ معتبرات آئندہ سے واضح ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ بعض فقہانے حی علی الصلاۃ پر اور بعض نے حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا تحریر فرمایا ہے لیکن حی علی الصلوٰۃ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلے یا شروع تکبیر سے کھڑے ہونا عند الحنفیہ کی کتاب میں پایا نہیں گیا ہے اگر کوئی صاحب مجھے اس کا ثبوت صریح مرحمت فرمائیں تو میں بصد ممنون و مشکور ہوں گا

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ا ص۶۰ میں ہے۔

واذا قال المؤذن فی الاقامة (حی علی الصلاة) قام الامام والجماعة عند علمائنا الثلثه للاجابة ۔ اسی صفحہ میں حاشیہ پر در المنتقی شرح الملتقی میں ہے۔ واذا قال المقیم (حی علی الصلاة) سیجیٔ ما فیه (قام الامام بقرب المحراب والجماعة) مسارعة لامتثال الامر ۔ درمختار شرح تنویر الابصار جلد ا ص۴۷ آداب الصلاة میں ہے والقیام للامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلافا لزفر فعنده عند حی الصلاة ابن کمال ردالمحتار حاشیہ درمختار جلد ا ص۳۳۲ میں ہے قوله حین قیل حی علی الفلاح کذا فی الکنز و نور الایضاح والاصلاح والظهیریة والبدائع وغیرهم والذی فی الدرر متنا و شرحا عند الحیعلة الاولی یعنی حین یقال حی علی الصلوٰة وعزاه الشیخ اسمٰعیل فی شرحه الی عیون المذاهب والفیض والوقایة والنقایة والحاوی والمختار قلت واعتمده فی متن الملتقی وحکی الاولی بقیل لکن نقل ابن الکمال تصحیح الاول ونص عبارته قال فی الذخیرة یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة الی انه قال والصحیح قول علمائنا ثلثة ۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح فصل آداب الصلاة ص۱۸۱ میں ہے ومن الادب (القیام) ای قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب (حین قیل) ای وقت قول المقیم (حی علی الفلاح) لانه امر به فیجاب ومثله فی البحر وغیر ذلک ۔ عینی شرح کنز آداب الصلاة ص۳۸ میں ہے ۔ والخامس القیام الی قیام الامام والقوم حین قیل ای حین یقول المؤذن حی علی الفلاح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وان لم یکن الامام حاضراً لایقوموا القوم حتے یصل الیھم ویقف مکانہ وفی روایۃ اخرے اھ شرح الیاس میں ہے یقوم الامام والقوم للصلوٰۃ اذا اقام المؤذن حی علے الفلاح + جامع المضمرات میں ہے بحوالہ فتوی مولنا محمد شفیع صاحب فرنگی محلی مدظلہ اذا قال المؤذن حی علے الفلاح یقوم الامام والقوم وقال زفر الی ان قال وان لم یکن الامام لایقومون بقول النبی صلے اللہ علیہ وسلم لاتقوموا حتے ترونی قمت مقامی ھذا فے الطحاوی اھ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے (ولا تقوموا) اے الی الصلوٰۃ اذا اقام المؤذن (حتے ترونی) اے فی المسجد لان القیام قبل مجئ الامام تعب بلافائدۃ وکذا قالہ ولعلہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یخرج عن الحجرۃ بعد شروع المؤذن فے الاقامۃ ویدخل فے المحراب عند قولہ حی علے الفلاح ولذا قال ائمتنا ویقوم الامام والقوم عند حی علے الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ نووی شرح مسلم شریف میں ہے۔ قولہ فے روایۃ ابوھریرۃ فیاخذ الناس مصافھم قبل خروجہ لعلہ مرۃ او مرتین ونحوھما لبیان الجواز اولعذر ولعل قولہ صلے اللہ علیہ وسلم فلا تقوموا حتے ترونی کان بعد ذالک اھ ھکذا فے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری چند عبارتوں کے بعد ہے وقال احمد رحمہ اللہ تعالے وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال المؤذن حی علے الصلوٰۃ عینی شرح بخاری شریف میں اور بھی صراحت ہے واختلف السلف متی یقوم الناس الی الصلوٰۃ فذھب مالک وجمھور العلماء الی انہ لیس لقیامھم حد ولکن استحب عامتھم القیام اذا اخذ المؤذن فے الاقامۃ۔ وکان انس الی ان قال قد قامت الصلوٰۃ وقال ابوحنیفۃ ومحمد رضی اللہ تعالے عنھما یقومون فی الصف اذا قال حی علے الصلٰوۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبسوط للامام السرخسی رح صفحہ ۳۹ باب افتتاح الصلوٰۃ فان کان الامام مع القوم فی المسجد فانی احب لھم ان یقوموا فی الصف اذا قال المؤذن حی علی الفلاح آسی صفحہ میں درمیان امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ تکبیر افتتاح کے اختلاف میں جو دلائل بیان ہیں اُن میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی دلیل سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم تکبیر پر کھڑا ہونا پایا جاتا ہے وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم فی المحراب اھ مؤطا امام محمد صفحہ ۴۲ میں ہے قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسوا الصفوف ویحاذوا بین المناکب فاذا اقام المؤذن الصلوٰۃ کبر الامام وھو قول ابی حنیفۃ فیض الستار ترجمہ کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۷ میں ہے محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا طلحۃ ابن مطرف عن ابراھیم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح فانہ ینبغی للقوم ان یقوموا فیصفوا الی ان قال قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رح فائدۃ + لفظ ینبغی فی عرف المتأخرین غلب استعمالہ فی المندوبات واما فی عرف القدماء فاستعمالہ فی عام حتی یشمل الواجب ایضاً کذا فی ردالمحتار وحواشی اشباہ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ + خلاصہ یہ کہ احقر نے بیشتر کتب معتبرہ میں بلاخلاف حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا مستحبات و آداب نماز سے لکھا ہوا پایا اگر کوئی صاحب اسکے خلاف یعنی حی علی الصلوٰۃ سے پہلے شروع تکبیر سے کھڑے رہنا عند الحنفیہ بہتر جانتے ہوں تو بحوالہ کتب ضرور مطلع فرمائیں بہرحال جملہ عبارات مذکورہ سے موافق فرمان امام اعظم ابو حنیفہ رح امام اور مقتدی کا حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا صحیح اور اس کا خلاف غلط اور بے دلیل معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب +

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) انہیں کتب فقہ میں بعض علما مستحب و بعض ادب و بعض سنت زائدہ کیساتھ اس مسئلہ کو تحریر فرماتے ہیں چنانچہ کنز الدقائق میں ہے وآدابھا نظرہ الی موضع السجود ما بعد پر عطف کرکے چند عبارتوں کے بعد فرماتے ہیں والقیام حین قیل حی علی الفلاح بحر الرائق میں ہے قولہ والقیام حین قیل حی علی الفلاح لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ اطلقہ فشمل الامام والماموم اھ شلبی حاشیہ زیلعی ص۱۰۸ مطبوعہ مصر میں ہے قال فی الوجیز والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح اھ ومثلہ فی المبتغی ادب کی تعریف مراقی الفلاح و شامی میں بعبارات ذیل فقہا تحریر فرماتے ہیں الادب ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ او مرتین ولم یواظب علیہ کزیادۃ التسبیحات فی الرکوع والسجود والزیادۃ علی القراءۃ المسنونۃ وقد شرع لاکمال السنۃ مراقی الفلاح۔ رد المحتار میں ہے قولہ ولھا آداب جمع ادب وھو فی الصلوۃ ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ ھکذا فی غایۃ البیان والعنایۃ وغیرھما در مختار باب الوضو میں ہے ومستحبہ ویسمی مندوبا وادبا وفضیلۃ وھو ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکہ اخری وما احبہ السلف شامی جلد۱ ص۸۴ میں ہے من شرح الشیخ اسمٰعیل عن البرجندی و قد یطلق علیہ اسم السنۃ اسی جگہ ہے قال فی الامداد وحکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک اھ الحمد للہ کہ جواب نمبر ۲ کی حقیقت یعنی مسئلہ حاضرہ کا مستحب و ادب و سنن زوائد سے ہونا و نیز اس کا حکم یعنی اسکے عامل کا ثواب پانا بقول فقہائے کرام ثابت ہوا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

جواب (۳) مجھ کم علم کے دیکھنے میں شروع تکبیر سے کھڑا رہنا عند الحنفیہ اب تک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی کتاب میں نہیں آیا جس طرح حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب نماز سے صریح ہے کاش اگر اس قسم کی کوئی تصریح ملجائے تو میں اپنے تمام علمائے احناف سے گزارش کروں گا کہ مجھ خادم کو بھی ضرور مطلع فرمائیں ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ فاضل بریلوی مولانا **احمد رضا خانصاحب** قدس سرہ جن کی فقہ فی زمانہ عدیم النظیر ہے مسائل جزئیہ پر وہ جس قدر حاوی تھے اس کا صحیح اندازہ ہونا مشکل ہے آپ کے پاس ایک استفتا ربایں مضمون جاتا ہے ÷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مقتدیوں کو جب تکبیر نماز کہی جائے تو تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہونا چاہیے یا جب حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح تکبیر کہے تب کھڑے ہوں اور مقتدی و امام اس میں یعنے قیام و قعود میں مساوی ہیں یا ہر ایک کے واسطے جداگانہ حکم ہے مثلاً جو کہے کہ مقتدی بیٹھے رہیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں لیکن امام فوراً جب تکبیر شروع ہو کھڑا ہو جائے اس کا فعل صحیح ہے یا غلط ÷ جس کا جواب فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ یوں رقوم ہے۔ **الجواب** حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں جس نے کہا امام فوراً کھڑا ہو جائے غلط کہا حوالہ وہ دے واللہ تعالیٰ اعلم ÷ اس فتوے کو دیکھکر احقر کے من کل الوجوہ اس مسئلہ کی حقانیت پر اطمینان ہو گیا۔

---

(۴) بمصداق حدیث شریف۔ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ ضرور اس امر خیر کا بتانیوالا اتنا ثواب پاتا رہیگا جتنا کہ اوسکے بتانے سے کرنے والے کو ثواب ملتا رہیگا پھر اس نیک اور بہتر فعل کے فاعل کو کیا کچھ عند اللہ ثواب نہ ملیگا واللہ اعلم بالصواب۔

(۵) جو شخص امام اعظم رحمہ صاحب کا مقلد ہو اس کو اپنے امام کے خلاف عمل کرنا اور فتوے دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں خواہ وہ دہر الامام اور مجتہد کیوں نہ ہو چنانچہ بحر الرائق میں ہے وان العمل علی مقلدیہ واجب الافتاء بغیرہ لایجوز اگر کسی نے فتوی دیا بھی تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باتفاق فقہائے کرام ان کا فتویٰ جاری نہ کیا جائیگا جیسا کہ درمختار کتاب القضا میں ہے وفی شرح الوهبانية الشرنبلالی قضی من لیس مجتهدا کحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدًا لاینفذ اتفاقًا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن ہیچکس را روا نبود +

(۶) ہرگز کسی کا فعل جب تک دلیل شرعی نہو قابل حجت نہیں اور جب کہ فعل کے خلاف کتابوں میں دلائل موجود ہوں تو عوام کا فعل کیونکر حجت ہوسکتا ہے اگر کوئی صاحب مدعی ہوں تو برائے مہربانی ثبوت پیش کریں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب +

(۷) ایسی صورت میں جبکہ تکبیر شروع ہے اور امام صاحب محراب یا مصلے پر موافق اپنے مذہب کے بیٹھے ہیں تو جو صاحب قبل حی علے الفلاح کے مسجد میں آئیں وہ بھی بیٹھ جائیں امام کی مخالفت نہ پائی جائے کیونکہ ہم اوپر طحاوی کی حدیث بحوالہ مضمرات تحریر کرچکے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتقوموا حتی ترونی قمت مقامی پھر جب امام صاحب اجابت ومسارعۃ لامتثال الامر کے خیال سے حی علے الفلاح پر اٹھنے کے انتظار میں ابھی بیٹھے ہیں اور مقتدی کھڑے ہوگئے یا کوئی شخص داخل مسجد ہوکر کھڑے ہوکے انتظار نماز کرے تو خلاف سنت ہوگا غالبًا اسی وجہ سے ایسی صورت میں علمائے احناف رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ فرمایا ہے چنانچہ عالمگیری جامع الرموز مضمرات طحاوی علی مراقی الفلاح شامی علی الدر عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ فتویٰ رضویہ جلد دوم بہار شریعت اور حال میں ایک رسالہ مسائل ضروریہ مولانا عبدالکافی صاحب مدظلہ العالی الہ آبادی کے اہتمام سے شائع ہوا ہے جس میں کئی علما کے دستخط بھی ہیں اس میں کراہت بایں صورت مرقوم ہے بالفعل بخیال تطویل صرف دو کتابوں کی عبارت متعلق کراہت پیش کی جاتی ہے باقی جن صاحب کو خواہش ہو حقیر کے پاس کتابیں اور حوالے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجود ہیں دیکھ سکتے ہیں عالمگیری ص۵۷ ج۱ میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامه یکرہ له الانتظار قائمًا ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص۱۵۱ میں ہے، واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولا ینتظر قائمًا فانه مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون و الله تعالیٰ اعلم بالصواب والیه مرجع والمآب۔

صورت مذکورہ بالا کی کراہت اکثر علما نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمایا اور یہ بھی میری نظر سے نہیں گزرا کہ کسی فقیہ نے اس کراہت سے انکار کیا ہو اگر کسی محترم کی نگاہ اسکے خلاف کسی فقیہ کے کلام پر پڑی ہو تو براہ کرم اس سے مطلع فرمائیں مگر کل امور بحوالہ کتب وصفحہ ومطبع ہونا چاہیے۔

کتبـــــــــــــــــــــــــــه

العبد المذنب الضعیف الراجی الی رحمة ربه القوی محمد صفی الرحمٰن عفی عنه الله المنان السنی الحنفی البنارسی ثمانیة عشر ربیع الاول ۱۳۴۶ھ من الهجرة النبویة علیه الصلوٰة والسلام والتحیة

سوالات دیگر متعلقہ مسئلہ مذکورہ بالا

سوال مقتدیوں کو کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے اس کراہت پر دلیل نقلی ارشاد فرمائی اگر کوئی حدیث صریح مل جائے تو بھی تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہو جیے۔

الجواب اللّٰھم ھدایة الحق والصواب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس میں شبہ نہیں کہ کم از کم حیعلۂ ثانیہ تک متقدی کا بیٹھ کر اوٹھنا مستحب ہے
لیکن پھر بھی یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ تفصیل طلب ہے اسی طرح اس میں شبہ نہیں کہ
مذہب حنفی میں حیعلہ اولی سے پہلے قیام مکروہ ہے مگر علاوہ اس کے کہ یہ خود تفصیل
طلب ہے اور حکم عام نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ کراہت وہ کراہت نہیں
ہے جو دلیل خاص کی محتاج ہو بلکہ اس کراہت کو خلاف اولیٰ کہتے ہیں اور اسکے
لیے یہ بس ہے کہ اس میں ترک مستحب ہو اس اجمال سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اون تمام
تصریحات فقہیہ میں جن میں قیام عند الحیعلہ کا استحباب مذکور ہے اور جن کو
مجیب اول سلمہ نے بھی جابجا سے نقل کی ہیں اوس کا حکم ایسا عام نہیں ہے کہ ہر
صورت کو شامل ہو کیونکہ بعض صورتوں کے احکام اس سے جدا گانہ ہیں جو عنقریب آئینگے
اور کلمات ائمہ میں تصادم پیدا کرنا سخت غلطی ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علامہ سید احمد
طحطاوی حنفی کا حاشیہ درمختار میں یہ ارشاد کہ الظاہر انہ احتراز عن التاخیر
لا التقدیم حتے لو قام اول الاقامۃ لاباس یعنی حیعلہ کے وقت حکم قیام اس بنا پر
ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس وقت تک تاخیر قیام کرے ورنہ اگر پہلے ہی سے کھڑا رہے تو کچھ
مضائقہ نہیں ہے اس سے قیام قبل الحیعلہ کی کراہت دفع نہ ہوگی کیونکہ قیام قبل حیعلہ کو
لاباس بہ فرمایا ہے اور لفظ لاباس دلیل ہے کہ اسکے خلاف مستحب ہے شامی میں
نہایہ سے منقول ہے لفظ لاباس دلیل علے ان المستحب غیرہ لکون الباس
شدۃ یعنی لفظ لاباس بہ دلیل ہے اسپر کہ مستحب اس کے خلاف ہے کیونکہ
باس تو شدت ہے پس لاباس سے نفی شدت مفہوم ہوگی نہ کہ نفی کراہت اسی شامی
میں بحر الرائق سے ہے المکروہ تنزیہا مرجعہ خلاف الاولی ولاشک ان
ترک المستحب خلاف الاولی مکروہ تنزیہی کا مطلب خلاف اولی ہے اور بلاشبہ
ترک مستحب خلاف اولی ہے بالجملہ قیام قبل الحیعلہ محتاج دلیل خاص نہیں ہے وہ تمام تصریحات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُنہیں قیام وقت الحیعلہ کا استحباب مذکور ہے یا جس میں قیام قبل الحیعلہ کو لا بأس فرمایا ہے
سب بجائے خود قیام قبل الحیعلہ کی کراہت یعنی مخالفت اولیٰ کی روشن دلیلیں ہیں جو
بیشمار ہیں اور جن میں سے مشتے نمونہ چند نصوص فقیہ مجیب اہل سلمہ نے نقل کیں اب صرف یہ
قابل تذکرہ ہے کہ استحباب قیام عند الحیعلہ کی تفصیل کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ اگر امام و ماموم
دونوں قریب محراب یعنی مصلے پر ہوں تو حیعلہ ثانیہ پر کھڑے ہو جائیں اور اگر صرف مقتدی
ہی ہوں اور امام نہو تو جب امام صفوں کی طرف سے داخل ہو تو وہ جس جس صف پر گزرے
اوس اوس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں اور حیعلہ کا انتظار نہ کیا جائے ۔ اگر امام
صفوں کے آگے سے داخل ہو جیسے مسجد [illegible] جانب قبلہ میں امام کی آمد و رفت کے لیے
کوئی دروازہ ہو اوس طرف سے آئے تو امام کو دیکھتے ہی سب لوگ ایک ساتھ کھڑے ہو جائیں
پھر تکبیر کہی جائے یعنی ہمیں بھی انتظار حیعلہ نہیں ہے لیکن قبل آمد امام کے کھڑے
نہوں کیونکہ قبل دخول امام کے مقتدیوں کا محض تکبیر کی وجہ سے کھڑا ہونا عبث و
مکروہ ہے عالمگیری میں ہے یکرہ قیام القوم الی الصف عند الاقامۃ والامام
غائب مکروہ ہے کھڑا ہونا قوم کا صف میں اقامت کے وقت جبکہ امام نہیں ہے یہ
مسئلہ خزانۃ الفقہ میں بھی ہے اس صورت میں فقہا کا اس بارے میں اختلاف ہے
کہ جب امام مصلے پر آجائے تب کھڑے ہوں یا لوگوں سے جب ملے اوسوقت کھڑے
ہوں لیکن زیادہ ظاہر و صحیح یہی ہے کہ جب وہ مصلے پر آجائے اوس وقت کھڑے ہوں بہر
حال اس صورت میں حیعلہ کیا اقامت و تکبیر کے ختم پر بھی کھڑا ہونا نہیں ہے یہ صورتیں تو
اوس وقت ہیں کہ امام و مؤذن دو جداگانہ ہستیاں ہوں اور اگر ایک ہی شخص امام و مؤذن
دونوں ہو تو اقامت کے ختم ہوجانے پر جب امام امامت شروع کرے اوسوقت مقتدی
کھڑے ہوں خواہ وہ شخص اقامت مسجد میں کہے خواہ بیرون مسجد اقامت کہکے مصلے پر
آئے یعنی اس صورت میں بھی قیام عند الحیعلہ نہیں ہے ہاں جو مقتدی مسجد میں پہلے سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہو بلکہ اقامت کے وقت پہنچے تو بیٹھ جائے اور عند الحیعلہ قیام کرے قبل حیعلہ انتظار میں قیام نکرے کہ یہ قیام انتظار مکروہ ہے خلاصۃ الکلام یہ کہ صرف اس صورت میں کہ امام ومقتدی پہلے سے مسجد میں مصلے پر بیٹھے ہوں یا کوئی شخص ٹھیک تکبیر کہتے وقت مسجد میں آیا تو یہی حکم ہے کہ حیعلہ تک نشست اختیار کرے اور بعد حیعلہ ثانیہ کے سب کے سب یکدم کھڑے ہو جائیں اور اس کے متعلق مجیب سلمہٗ نے نصوص فقہیہ کافی سے زائد نقل کر دی ہیں البتہ چند نصوص جو تفاصیل مذکورہ پر روشنی ڈالیں درج ذیل ہیں رد المحتار علی الدر المختار میں ہے والقیام للامام والموتم حین قیل حی علے الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظھر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ الا اذا اقام الامام بنفسہ فی المسجد فلا یقوموا حتی یتم اقامتہ ظھیریہ وان خارجہ قام کل صف ینتھی الیہ بحر اھ ترجمہ حی علے الفلاح کہنے کے وقت امام ومقتدی کا کھڑا ہونا اوسوقت ہی جبکہ امام مصلے کے قریب ہو ورنہ پھر تو ہر وہ صف کھڑی ہو جائے جہاں امام پہنچے مذہب اصح پر اور اگر امام سامنے سے داخل ہو تو سب کھڑے ہو جائیں جب اون کی نگاہ امام پر پڑے مگر جبکہ امام خود اقامت کہے مسجد میں تو اب نہ کھڑے ہوں یہانتک وہ اپنی اقامت ختم کر لے یہ فتاوی ظہیریہ میں ہے اور اگر اقامت بیرون مسجد کہی تو وہ صف کھڑی ہوتی جائے جہاں امام پہنچتا ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ عالمگیری میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علے الفلاح ھکذا فی المضمرات وان کان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علے الفلاح عند علمائنا الثلثۃ وھو الصحیح فاما اذا کان الامام خارج المسجد فاذا دخل المسجد من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلک الصف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والیہ مال شمس الائمۃ الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواہر زادہ وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون مالم یفرغ عن الاقامۃ وان اقام خارج المسجد فمشایخنا اتفقوا علی انھم لا یقومون مالم یدخل الامام المسجد **ترجمہ** اگر کوئی اقامت کے وقت مسجد میں آئے تو اوسکو کھڑے ہوکے انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن ہاں بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو جب مؤذن کہے حی علی الفلاح ایسا ہی مضمرات میں ہے اور اگر مؤذن امام سے جداگانہ ہستی ہو اور قوم امام کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو امام و مقتدی سب اوسوقت کھڑے ہوں جبکہ مؤذن حی علی الفلاح کہے ہمارے ائمہ ثلثہ کے نزدیک اور یہی صحیح ہے ہاں جب امام مسجد سے باہر ہو تو اگر مسجد میں صفوں کیطرف سے آئے تو جس صف پر پڑا وہ کھڑی ہو جایا کرے اور اسیطرف مائل ہوئے شمس الائمہ حلوانی و امام سرخسی و شیخ الاسلام خواہرزادہ اور اگر امام مسجد میں سب کے سامنے آئے تو سب کھڑے ہو جائیں جب تک کہ اقامت ختم ہو جائے اور اگر اقامت مسجد سے باہر کہی تو ہمارے مشایخ نے اتفاق کیا ہے کہ مقتدی لوگ نہ کھڑے ہوں جب تک کہ امام مسجد میں نہ آئے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وقیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب حین قیل حی علی الفلاح وان لم یکن حاضرا یقوم کل صف حین ینتھی الیہ الامام فی الاظھر وان دخل من قدامھم قاموا حین رأوہ واذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات ولینھم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون **ترجمہ** اور قوم و امام کا کھڑا ہونا اگر وہ مصلے کے قریب موجود ہو اوسوقت ہے جب حی علی الفلاح کہا گیا اور اگر امام موجود نہ ہو تو ہر صف کھڑی ہو جب اوس تک امام پہنچے روایت اصح میں اور اگر وہ اون کے سامنے سے آئے تو سب اوس کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیکھتے ہی کھڑے ہوجائیں اور جب مؤذن اقامت شروع کردے اور کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھے اور کھڑے ہوئے انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے اور اس سے سمجھی جاتی ہے قیام کی کراہت شروع اقامت میں حالانکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ بعونہ تعالیٰ اس مختصر میں مستفتی کے تمام امور مسئولہ کا جواب مفصل موجود ہے اور کچھ شک نہیں کہ حسب بیان استفتا جواب مجیب اول حق و درست ہے ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط

عبیدہ العاصی

کتبہ

فقیر ربہ واسیر ذنبہ ابو المحامد سید محمد الاشرفی
الجیلانی خادم الحدیث الشریف فی الجامعۃ الاشرفیۃ
الکائنۃ بحضرۃ کچھوچھہ المقدسہ (ضلع فیض آباد)
۶ ربیع الآخر شریف روز جان افروز
دوشنبہ مبارکہ لسنہ ۱۳۶۲ھ

جواب صحیح ہے
فقیر ابو احمد سید محمد علی حسین اشرفی جیلانی
غفرلہ سجادہ نشین آستانہ کچھوچھہ شریف
ضلع فیض آباد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

[illegible]

الجواب صحیح
کمترین ابو المعین محی الدین اشرف
اشرفی جیلانی کچھوچھوی

ذلک الکتاب لاریب فیہ
فقیر ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی
جیلانی غفرلہ

هذا

هدی للمقلدین الذین یؤمنون بما قال الامام
الاعظم ویتبعون

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ العبد المسکین محمد المدعو بافضل الدین البہاری غفرلہ
الباری امین الافتاء فی الجامعۃ الاشرفیۃ الکائنۃ بحضرۃ کچھوچھہ المقدسہ
ضلع فیض آباد
۱۰ ربیع الآخر شریف بروز پنجشنبہ مبارکہ

نعم اجاب فقد اصاب
کتبہ السید محمد فاروق کان اللہ لہ ۳ جمادی الاولی سنہ ۱۳۴۶ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۸۶

یا علماء المعانی والبیان والتفسیر والتبیان اختلف خالد وعمرو فی معنی عبارت الموطا للامام الہمام محمدؒ قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا الخ

فاحکموا بینھما بالحق

خالد کے نزدیک عبارت مذکورہ میں یقوم کا صلہ الی آیا ہے اور جب قیام کا صلہ الی آتا ہے تو اس وقت قیام معنی میں قصد اور عزم کے آتا ہے بحوالہ تاج العروس اسی طرح کلام شریف میں واذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم قمتم بمعنی اردتم وعزمتم پس بنا بر ترجمہ آیہ کریمہ عبارت مؤطا کا ترجمہ یوں ہوگا جب کہے مؤذن حی علی الفلاح پس تحقیق لائق ہے واسطے مقتدیوں کے یہ کہ ارادہ کریں طرف نماز کے۔ عمرو کا قول ہے معنی حقیقی قیام کا یعنی کھڑا ہونا اپنی جگہ صحیح باقی ہے البتہ بسبب قرینہ صارفہ آیت مذکورہ اردتم وعزمتم مقدر مانا گیا ہے جیسا کہ کتب تفاسیر شریف کے دیکھنے سے اظہر من الشمس ہو جاتا ہے تفسیر بیضاوی شریف میں ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ اے اذا اردتم القیام تمثیل میں فرمایا ہے کقولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن۔ فاستعذ باللہ عبر عن ارادۃ الفعل بالفعل المسبب عنھما للایجاز والتنبیہ علے ان من ارادا لعبادت ینبغی ان یبادر الیھا بحیث لا ینفک الفعل عن الارادۃ او اذا قصدتم الصلوٰۃ لان التوجہ الی الشئی والقیام الیہ قصد لہ جلالین شریف میں ہے اذا قمتم اے اردتم القیام الی الصلوٰۃ وانتم محدثون فاغسلوا وجوھکم الخ جمل شریف میں ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ تقدیرہ اذا اردتم القیام مدارک شریف میں ہے اردتم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القیام الی الصلوٰۃ یوں ہیں اور وضاحت سے صاحب تفسیر خازن شریف نے فرمایا ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ یعنی اذا اردتم القیام الی الصلوٰۃ ومثلہ قولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ ای اذا اردت قرأت القرآن فاستعذ باللہ ومثلہ فی الکلام۔ اذا تجرت فاتجر فی البر ای اذا اردت التجارۃ اسی طرح بہت سی تفاسیر میں آیا ہے جسنے جمہور مفسرین رہ کے نزدیک معنی حقیقی قیام کا باقی البتہ ارادۃ وعزم وقصد جو باہم مترادف المعنی ہیں تقدیراً مذکور ہوتے ہیں وہ بھی ہر جگہ حکم وجوب کا نہیں رکھتے بلکہ یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی محظور ملے ہو اور اگر کوئی محظور نہ ہو تو مفسرین وہاں مطلقاً معنی حقیقی ہی مراد لیتے ہیں وہاں کیلیے تقدیر وغیرہ بھی نہیں فرماتے جیساکہ دوسری آیۂ کریمہ واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ کی تفسیر صاحب بیضاوی شریف وغیرہ بایں الفاظ فرماتے ہیں واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ متثاقلین کالمکرہ علے الفعل علامہ کاشفی تفسیر حسینی میں ترجمہ آیۂ کریمہ کا بایں الفاظ فرماتے ہیں واذا قاموا وچوں برخیزند منافقان الی الصلوٰۃ بسوے نماز قاموا کسالیٰ برخیزند کاہلان وگرانی جاناں چوں کسیکہ از کارے کراہت دارد اگر کسے از اصحاب پیغمبر علیہ السلام را دیدہ نماز میگذارند واگرنہ ترک میکنند۔ ہر دو تفسیروں سے ظاہر ہے کہ یہاں کوئی ایسا محظور نہ تھا کہ جس کی وجہ سے یہاں مفسرین باوجود قاموا کا صلہ الی آنیسے عزم مراد لیتے معلوم ہوا کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں تھوڑی دیر کے لیئے فرض بھی کرلیا جائے کہ اگرچہ مفسرین نے یہاں تقدیر عزم نہیں فرمایا لیکن اوس کا ماننا ضروری ہے تو بھی کوئی خرابی لازم نہیں آتی اس لیے کہ اس صورت میں قول اول یعنی معنی حقیقی اپنی جگہ پر صحیح باقی رہتا ہے کہدینا کافی ہوگا درصورت تقدیر ارادت عبارت مؤطا یہ ہوگی۔ قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یریدون

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القیام الی الصلوٰۃ یعنے فرمایا امام محمد نے لائق ہے واسطے مقتدیوں کے جبکہ کہے مؤذن حی علی الفلاح یہ کہ ارادہ کریں کھڑے ہونے کا طرف نماز کے اگر اب بھی قیام کا معنی ارادت کے لیا جائے تو عبارت یریدون الارادۃ الی الصلوٰۃ ہوگی یعنی ارادہ کریں ارادہ کا طرف نماز کے حالانکہ یہ بالکل لغو اور بے معنی ہے اور اگر قیام بمعنی توجہ لیا جائے تو یہ معنی خلاف مفسرین ہوگا اگر آیۂ کریمہ قاموا الی الصلوٰۃ کی تفسیر مطابق تہا ترجمہ کی جائے تو یہ کل تقدیر وغیرہ کا جھگڑا پاک ہے اب صحیح ترجمہ وہی ہوگا جو ہمارے علما ان یقوموا الی الصلوٰۃ کا ترجمہ بزبان اردو یہ کہ کھڑے ہوں طرف نماز کے فرماتے ہیں ہوگا۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

الجواب وھو الموفق للصواب

عبارت مؤطا مذکورہ فی السوال۔ پر غور وخوض کیا گیا۔ اندریں معاملہ جو معنی عبارت مسطورہ کی عمرو نے بیان کیے ہیں وہ درست ہیں اور خالد کا کہنا خلاف ظاہر ہے۔ اولاً تو اس وجہ سے کہ مؤذن بعد کہنے (حی علی الفلاح) کی قد قامت الصلوٰۃ کہتا ہی جن کے معنی ہیں نماز قطعی کھڑی ہو چکی) اور قد قامت الصلوٰۃ باعتبار معنی حقیقی کے اوسی وقت صادق آسکتا ہے جب قول مذکور کہنے سے پیشتر قیام ہو گیا ہو۔ اور یہ جب ہی ہوگا جب قیام کو معنی حقیقی پر محمول کیا جاوے۔ اور بوجہ ظہور اس معنی کے شراح مؤطا نے عبارت مزبورہ کے یہی معنی ذکر کیے قال العلا علی القاری۔ قال محمد ینبغی للقوم بشمل الامام وغیرہ اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ای الاول او الثانی وھو اقرب۔ ان یقوموا الی الصلوٰۃ لیصح اخبار المؤذن بقولہ قد قامت الصلوٰۃ علی الحقیقۃ والا فیکون مجازا ای قرب قیامہا فیصفوا الخ ثانیاً کتب فقہ میں جو مذہب امام محمد صاحب کا نقل کیا گیا ہے وہ اسی طور سے ہے کہ بوقت حی علیٰ قوم کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اور امام ابو یوسف و دیگر ائمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذہب کے نزدیک بعد تمام تکبیر یعنی اقامت کے کھڑا ہونا چاہیے۔ اور یہ تیسرا قول خالد کا مستحدث ہے کہ بوقت حیعلہ قیام نہ کرے بلکہ ارادہ قیام کرے۔ لیکن خالد کو یہ بھی ظاہر کرنا چاہیے کہ قیام کس وقت کرے۔ قال الفاضل المذکور بعد شرح الاقوال المسطورۃ

اعلم ان علمائنا قالوا یقوم الامام والقوم عند حی علی الفلاح لانہ امر بالاقبال علی الصلوٰۃ فیستحب المسارعۃ الیہ ولو لم یکن الامام حاضرا لا یقوموا حتی یقف مکانہ و یشرعوا بعد فراغ المؤذن من قول قد قامت الصلوٰۃ فی قول ابی حنیفۃ ومحمد رح وعند الفراغ من الاقامۃ فی قول ابی یوسف للمحافظ علی فضیلۃ متابعۃ المؤذن فی اجابۃ الاقامۃ ولیدرک المؤذن اول صلوٰۃ الامام وہذا ہو الاظہر وعلیہ جمہور العلماء ومن التوفیق فی الاکثر وہو مذہب مالک والشافعی واحمد قدس سرہ۔ انتہیٰ ۔۔۔ جو کہ تجدید ۔۔۔ کیا ہے کہ قیام کا صلہ جب الیٰ آتا ہے تو اس وقت قیام معنی میں قصد اور عزم کے ہوتا ہے اور اسی بنا پر خالد قیام مذکور فی عبارۃ المؤطا کو ارادہ پر محمول کرتا ہے۔ درحقیقت اذا قمتم الی الصلوٰۃ میں بوجہ تعذر معنی حقیقی کے تاویل مذکورہ کیگئی ہے۔ اور یہ ایک تاویل ہے منجملہ ان تاویلات کے جو اذا قمتم میں بیان کی گئی ہیں۔ اور اگر حسب بیان خالد کے یہ کلیہ ہوتا تو پھر دیگر تاویلات کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کہہ دینا کافی تھا کہ قمتم بمعنی اردتم ہے۔ اس لیے کہ صلہ الیٰ ہے۔ فی التفسیر الاحمدی وظاہرہ لما کان مقتضیا لوجوب الوضوء حین قیام الصلوٰۃ والحال انہ واجب حین ارادتہ وکذا کان ظاہرہ یقتضی الوضوء علی کل قائم الی الصلوٰۃ سواء کان متوضیا او محدثا والحال ان الاجماع علی خلافہ وکذا السنۃ اذ قد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسا بوضوء واحد یوم الفتح فقال عمر صنعت شیئا لم تکن تصنعہ فقال عمدا فعلتہ یا عمر قیل فی تقدیرہ لدفع ہذین الاعتراضین یاایہا الذین آمنوا اذا اردتم القیام الی الصلوٰۃ وانتم محدثون فاغسلوا۔ الآیہ۔ فالقیام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الی الصلوٰۃ مجاز عن ارادۃ القیام الیہا البتہ وذلک شائع مشتمل قولہ تعالیٰ فاذا

قرأت القرآن فاستعذ باللہ۔ وقیل القیام الی الصلوٰۃ بمعنی قصد الصلوٰۃ لانہ یلزم

الوضوء اذا قصد الصلوٰۃ بالایماء وان عدم القیام علی ما ذکر الامام الزاہد۔ وقیل

معناہ اذا قمتم من النوم لانہ دلیل الحدث وقیل کان الوضوء لکل صلوٰۃ واجبًا

فی اول الاسلام وہو اول ما فرض فیکون ہذہ الآیۃ منسوخۃ فی ہذا الباب وقد

زاد صاحب البیضاوی وقیل الامر فیہ للندب وقیل اذا للمہلۃ وہی فی قوۃ الجزئیۃ

انتہی بالاختصار۔ اس عبارت میں تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خالد نے

غلط تاویلات کر کے قیام کو بوجہ صلۂ الی کے ارادہ اور قصد اور عزم کے معنی میں

لیا ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب +

یوم الجمعہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۲۷ء

عبدالعاصی برکات احمد عفی عنہ

یا علماء المعانی والبیان والتفسیر والتبیان۔ اختلف خالد وعمرو فی معنی عبارت المؤطا للامام

الہمام محمد۔ قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا الخ

فاحکموا بینہما بالحق +

خالد کے نزدیک عبارت مذکورہ میں یقوم کا صلہ الی آیا ہے اور جب قیام کا

صلہ الی آتا ہے تو اوس وقت قیام معنی میں قصد اور عزم کے آتا ہے بحوالہ التلویح و

اسی طرح کلام شریف میں واذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم قمتم

بمعنی اردتم وعزمتم بس بنا بر ترجمہ آیہ کریمہ عبارت مؤطا کا ترجمہ یوں ہوگا جب

کہے مؤذن حی علی الفلاح پس تحقیق لائق ہے واسطے مقتدیوں کے یہ کہ ارادہ

کریں طرف نماز کے عمر کا قول ہے معنی حقیقی قیام کا کھڑا ہونا اپنی جگہ پر صحیح باقی ہے البتہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسبب قرینہ صارفہ آیت مذکورہ میں اردتم وعزمتم وقصدتم مانا گیا ہے جیسا کہ کتب تفاسیر شریفہ کے دیکھنے سے اظہر من الشمس ہوجاتا ہے تفسیر بیضاوی شریف میں ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ ای اذا اردتم القیام تمثیل میں فرمایا ہے کقولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ عبّر عن ارادۃ الفعل بالفعل المسبب عنہما للایجاز والتنبیہ علی انّ من اراد العبادت ینبغی ان یبادر الیہا بحیث لاینفک الفعل عن الارادۃ واذا قصدتم الصلوٰۃ لان التوجہ الی الشیٔ والقیام الیہ قصد لہ۔ جلالین شریف میں ہے اذا قمتم ای اردتم القیام الی الصلوٰۃ وانتم محدثون فاغسلوا وجوھکم الخ جمل شریف میں ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ تقدیرہٗ اذا اردتم القیام مدارک شریف میں ہے اردتم القیام الی الصلوٰۃ یونہیں اور وضاحت سے صاحب تفسیر خازن شریف نے فرمایا ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ یعنی اذا اردتم القیام الی الصلوٰۃ ومثلہ قولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ ای اذا اردت القرآن فاستعذ باللہ ومثلہ فی الکلام۔ اذا اتجرت فاتجر فی البرای اذا اردت التجارۃ اسی طرح بہت سی تفاسیر میں آیا ہے جسے جمہور مفسرین کے نزدیک معنی حقیقی قیام کا باقی القبہ ارادۃ وعزم وقصد جو باہم مترادف المعنی ہیں تقدیراً مذکور ہوتے ہیں وہ بھی ہر جگہ حکم وجوب کا نہیں رکھتے بلکہ یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی محظور نہ ہو اور اگر کوئی محظور نہ ہو تو مفسرین وہاں مطلقاً معنی حقیقی ہی مراد لیتے ہیں وہاں کے لیے تقدیر وغیرہ بھی نہیں فرماتے جیسا کہ دوسری آیۂ کریمہ واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ کی تفسیر صاحب بیضاوی شریف وغیرہ بایں الفاظ فرماتے ہیں واذا قاموا وچوں برخیزند منافقان الی الصلوٰۃ بسوے نماز قاموا کسالیٰ برخیزند کاہلان وگران جانان چہ ایشاں سینکہ از کارے کراہت دارد اگر کسے از اصحاب پیغمبر علیہ السلام ایشاں نادیدہ نماز میگزارند واگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترک کیلئے۔ ہر دو تفسیروں سے ظاہر ہے کہ یہاں کوئی محظور نہ تھا کہ جس کی وجہ سے یہاں مفسرین باوجود قاموا کا صلہ الی آنے سے عزم مراد لیتے معلوم ہوا کہ یہ کوئی قاعدہ وکلیہ نہیں تھوڑی دیر کے لیے فرض بھی کر لیا جائے کہ اگرچہ مفسرین نے یہاں تقدیر عزم نہیں فرمایا لیکن اوسکا ماننا ضروری ہے تو بھی کوئی خرابی لازم نہیں آتی اس لیے کہ اس صورت میں قول اول یعنی معنی حقیقی اپنی جگہ پر صحیح باقی رہتا ہے کہہ دینا کافی ہوگا در صورت تقدیر ارادت عبارت ملا یہ ہوگی۔ قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یریدون القیام الی الصلوٰۃ یعنی فرمایا امام محمد نے لائق ہے واسطے مقتدیوں کے جب کہے مؤذن حی علی الفلاح یہ کہ ارادہ کریں کھڑے ہونیکا طرف نماز کے اگر اب بھی قیام کا معنی ارادت کے لیا جائے تو عبارت یریدون الارادۃ الی الصلوٰۃ ہوگی یعنی ارادہ کریں ارادہ کا طرف نماز کے حالانکہ یہ بالکل لغو و بے معنی ہے اور اگر قیام بمعنی توجہ لیا جائے تو یہ معنی خلاف مفسرین ہوگا اگر آیہ کریمہ قاموا الی الصلوٰۃ کی تفسیر مطابق ترجمہ کی جائے تو یہ کل تقدیر وغیرہ کا جھگڑا پاک ہے اب صحیح ترجمہ وہی ہوگا جو سارے علما ان یقوموا الی الصلوٰۃ کا ترجمہ بزبان اردو یہ کہ کھڑے ہوں طرف نماز کے فرماتے ہیں ہوگا۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ھو الموفق

لا یخفی ان القیام حقیقۃ اللغویۃ ما یعبر عنہ فی العربیۃ بالانتصاب وفی الفارسیۃ بایستادن وفی الہندیۃ بقولہم کھڑا ہونا فی القاموس قام یقوم قیاما انتصب فہو قائم انتہی مختصرا وفی منتہی الادب قائم مرد ایستادہ انتہی وفی صفوۃ المصادر ایستادن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كثر امونا انتہی فارادۃ القیام وعزمہ یکون مجازا عنہ والحقیقۃ اذا کانت متعذرۃ
بان لایمکن الوصول الیہ ولا بشقۃ او مہجورۃ بان یمکن وصولہ الا ان الناس ترکوہ صیر الی
المجاز کما فی غیر واحد من کتب اصول الفقہ والانتصاب حین قول المؤذن حی علی
الفلاح لیس بمتعذر ولا مہجور فلا یصار الیہ فمعنی عبارۃ الکتاب ینبغی للقوم اذا قال
المؤذن حی علی الفلاح ان ینتصبوا للصلوۃ ولیصفوا صفوفہم لا ان تعزموا وتستعد
والانتصاب وہذا ظاہر علی من لہ ادنی مسکۃ فی علم الاصول والمعانی من ارباب الالباب
واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ الراجی عفو ربہ الوحید
ابو الحامد محمد عبد الحمید تجاوز اللہ عن سیئاتہ یوم الحساب ۱۳۴۴ھ

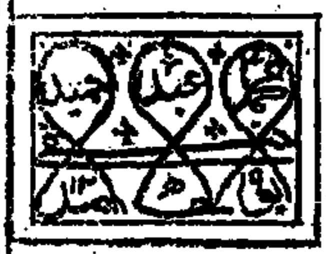

صح الجواب مطابقا للکتاب فللہ در المجیب العلامۃ
المثاب واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب حررہ
العبد الاثیم الراجی عفو ربہ العلی الحکیم وفضل مولاہ الحلیم خادم
العلماء والطلاب ابو القاسم محمد عتیق صانہ سبحانہ عما لا یلیق
بن المجیب العلام مد فیضہ العام الفرنجی محلی اللکھنوی ۱۳۴۶ھ

لعل الحق لا یتجاوز عما اجاب بہ الفاضل المجیب فان التعبیر عن
ارادۃ الفعل بالفعل لیس مما ینکرہ احد لکن یضطر الی القول بہ حیث
کانت الضرورۃ داعیۃ الیہ فلا یعدل عن المعنی الحقیقی حیث لا ضرورۃ فیہ

ابو المآثر حبیب الرحمن الاعظمی
مدرس اول مظہر العلوم
بنارس

ہذا الجواب طابق بالکتاب
محمد امان اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ
عالیہ مظہر العلوم بنارس۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لعل الصواب الابتجاوب عن هذا الجواب

كتبه الفقير ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی غفرله ۶ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

مسلمانان بنارس حضرات علمائے مدرسین مدرسہ منظر العلوم بنارس کے دستخطوں کو متعلق حکم قیام وقت حی علی الفلاح وتحقیق اصل لغوی اور قیام کے معنی کھڑے ہونیکے صحت پر نظر فرما کر عمل کی کوشش فرمائیں۔ خیر خواہ قوم

محمد عمر عفی عنہ

للہ در المجیب والفاضل العلامۃ اللبیب ولاریب ان معنی القیام فی عبارۃ الموطالا یتجاوز عن حقیقۃ الاصلیۃ وقیاسہ علی ایۃ المبارکۃ واذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم الخ لیس صحیحا ابدا لان ارادۃ العزم من القیام فیھا کانت ھی مجازا بالتعذر ولا من یخفی علی من لہ ادنی درایۃ فی علم الاصول والمعانی اذا کانت الحقیقۃ متعذرۃ فمھجورۃ مجازا ولا شک ان فی ھذہ الصورۃ المسئولۃ لیست بمتعذرۃ فلا بد ان یکون معناہ الحقیقی النہوض والانتصاب باقیا علی اصلہ وامثالہ یوجدون کثیرا فی احادیث النبویۃ علیہ افضل صلوۃ اللہ والتحیۃ فمنھا قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنہی لان ذلک بمعنی الوقوف وھذا بمعنی النہوض الی ان قال واحتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا اقبلوا القاضی ولیس ھو من القیام المنہی عنہ انما ھو فیمن یقومون علیہ وھو جالس الخ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ويمثلون قياما طنول جلوسه هكذا في مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ مطبع نولکشور واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب حرره الراجي الى رحمة ربه القوى محمد صفی الرحمن البنارسی کان اللہ لہٗ ✦ ✦

القول الاتم لقعود الامام والمؤتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوالات

نمبر ۱ کیا جبکہ امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا جو کتب فقہ حنفیہ میں یقوم الامام والقوم یا والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے یہ صحیح ہے یا غلط نیز امام اعظم رح کا کیا فرمان ہے اور اگر ہے تو اوس پر کوئی حدیث بھی شاہد ہے جس سے اس مسئلہ کو ائمہ کرام نے مستنبط کیا ہو۔

الجواب

کتب معتبرہ حنفیہ میں امام اور مقتدی کا حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا صحیح اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام ابو یوسف وامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا متفقہ قول اس کے متعلق مصرح اور صحیح ہے چنانچہ درمختار ردالمحتار مراقی الفلاح کنز الدقائق عالمگیری بحر الرائق وقایہ نقایہ مجمع ملتقی وغیرہا میں یہ عبارت کہ امام اور مقتدی مؤذن کے قول حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر اسوقت کھڑے ہوں جبکہ امام محراب کے قریب موجود ہو جسکی تفصیل عینی شرح کنز صفحہ ۳۱ آداب الصلوٰۃ میں ہے والخامس القیام ای القیام الامام والقوم حین قیل ای حین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقول المؤذن حی علی الفلاح وان لم یکن امام حاضراً لایقوم القوم حتے یقبل الیہم
ویقف مکانہ وفی روایۃ اخری یقوموا اذا اختلط بہم وقیل یقوم کل صف ینتہی الیہ
الامام وہو الاظہر الخ شامی نے ذخیرہ سے نقل فرمایا * قال فی الذخیرۃ یقوم الامام
والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ رح الی ان قال ثم ایہم
قول علمائنا الثلثۃ الخ علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں تحت حدیث
اذا اقیمت الصلوٰۃ لا تقوموا حتے ترونی فرماتے ہیں واختلف السلف متی یقوم الناس
فذہب مالک رحمہ اللہ وجمہور العلماء الی انہ لیس لقیامہم حد ولکن استحب عامتہم القیام اذا
کان المؤذن فی الاقامۃ وکان انس الی ان قال قد قامت الصلوٰۃ وقال ابوحنیفۃ ومحمد رحمہما
اللہ تعالی یقومون فی الصف اذا قال المؤذن حی علی الصلوٰۃ اس عبارت سے یہ امر
بھی صاف ہو گیا کہ اختلاف بین الائمہ قیام میں ہے نہ کہ قعود میں نیز یہ امر بھی
منقح ہو گیا کہ ائمہ حنفیہ خصوصاً علماء ثلثہ و دیگر فقہائے احناف کرام رح کی
تصریحات حی علی الصلوٰۃ سے پہلے قیام امام اور مقتدی کو بصورت مذکورہ
نہیں بتاتے ہیں ہاں امام مالک رح اور اون کے جمہور علما کا رجحان شروع اقامت
سے قیام کو چاہتا ہے۔ لیکن ہم حنفی المذہب کو اون کی تصریحات سے اصلا
کوئی فائدہ نہیں جبکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اسکے خلاف صحیح ہے
رہا مسئلہ حاضرہ کے استشہاد پر کوئی حدیث تو خود محدثین کے نزدیک یہی
حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ لا تقوموا حتے ترونی مسئلہ مسئولہ کے استناد پر نزدیک
امام اعظم دال ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے
ہیں ولا تقوموا ای الی الصلوٰۃ اذا اقام المؤذن حتے (ترونی) ای فی المسجد لان
القیام قبل مجی الامام تعب بلا فائدۃ وکذلک قالہ، ولعلہ صلے اللہ علیہ وسلم
کان یخرج عن الحجرۃ بعد شروع المؤذن فی الاقامۃ ویدخل فی المحراب عند قولہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حی علی الفلاح ولنا قال اتنا یقوم الامام والقوم عند قولہ حی علی الصلوٰۃ ویشرع
عند قد قامت الصلوٰۃ نیز جو علماء مالکیہ بشروع تکبیر کھڑا رہنا یا فعال صحابۂ کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں اوس کا جواب نووی شرح مسلم شریف وعمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری و دیگر شروح احادیث میں موجود ہے قولہ فی روایۃ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
ویاخذ الناس مصافہم قبل خروجہ لعلہ مرۃ او مرتین ونحوہما لبیان الجواز ولعلہ قولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذلک خلاصہ یہ کہ بلا
رویۃ امام محض شروع سے کھڑا رہنا جبکہ نیز (لا تقوموا) آچکا ہے تو صحابۂ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شروع اقامت سے بعد نہی یہ قیام کیا اور تک صحیح ہو
اور یہ حدیث جبکہ عند المحدثین خود چند وجوہ کی محتمل ہوئی تو شروع اقامت
ہی سے صحابۂ کرام کا قیام بالیقین کیونکر صحیح ہوگا پس یہ حدیث بوجہ مذکورہ
عند المحدثین بعد قیام صحابۂ کرام آنے سے ناسخ اور وہ فعل صحابۂ کرام منسوخ
پھر منسوخ پہ عمل صحابۂ کرام کیونکر صحیح کہا جائیگا۔ پھر جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
کا قیام قد قامت الصلوٰۃ پر اور بعبارت مبسوط للسرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم تکبیر پر کھڑا ہونا آیا ہے تو یہ فعل کل صحابۂ کرام کہاں ہوا
مبسوط میں ہے وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من
الاقامۃ کان یقوم فی المحراب الخ اہم دلیل یہ ہے کہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا حواب میں حی علی الفلاح پر داخل ہونا ہوتا تھا بہرحال عند الائمہ اختلاف
ضرور ہے لیکن ہمارے ائمہ کرام و فقہائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان من اللہ المنان
سے کسی ایک نے بھی مالکیہ کی طرح یہ نہیں کہا کہ قبل حی علی الصلوٰۃ بحالت موجودگی
امام جنداً لمحراب امام و مقتدی کھڑے ہوں پس اگر کسی مقلد حنفی نے اس کے خلاف
قصداً عمل کیا یا فتویٰ دیا تو ہرگز یہ انکا فتویٰ نہ جائز ہوگا نہ باتفاق فقہا جاری کیا جائیگا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ احناف سلف اور خلف کی تصریحات کے بالکل خلاف اور نا مقبول ہے بحر الرائق میں ہے ان العمل علی مقلدیہ واجب والافتا بغیرہ لا یجوز در مختار باب القضا میں ہے وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی قضی من لیس مجتہدا کالحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ لا ینفذ اتفاقا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمہ اللہ فرمایند کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن ہیچکس را روا نبود۔

نمبر ۲ ـ کیا جبکہ فقہا اس مسئلہ کو آداب و مستحبات و سنن زائدہ سے تعبیر فرماتے ہیں تو اسکا عامل ثواب پائیگا یا نہیں اور اس عمل خیر کا بتانیوالا کیا اجر پائیگا۔

الجواب نمبر ۲

درمختار باب الوضوء میں ہے ومستحبہ ویسمیٰ مندوبا وادبا وفضیلۃ وہو ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرۃ وترکہ اخریٰ وما احبہ السلف، ردالمحتار میں ہے قولہ وادبا آداب جمع ادب وہو فی الصلوٰۃ ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذا فی غایۃ البیان والعنایۃ وغیرہا۔ ان دونوں عبارتوں سے حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونا جبکہ آداب نماز سے عند الفقہا ثابت اور اسی ادب کو مستحب و مندوب و سنت زائدہ سے عند الفقہا تعبیر ہونا صحیح تو اسکا عامل ضرور مستحق ثواب ہوگا جیسا کہ شامی جلد ا صفحہ ۸۴ میں ہے قال فی الامداد وحکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک۔ الخ یہاں تک کہ اکثر اکابرین اولیاء کرام رحمہم اللہ نے استحباب ہی سے مدارج علیا و منازل ولایت کا زینہ طے فرمایا ہے بفرض محال اگر مستحبات کا عامل مستحق اجر عظیم نہ ہو تو قیام میلاد و نوافل نماز و صوم و تہجد و تسبیحات کا پڑھنا کسی بزرگ سے مرید ہونا سب لغو ہو جائے گا حالانکہ یہ سب افعال مستحبات ہی سے ہیں جس سے سنت مؤکدہ کا کمال پایا جاتا ہے لہذا مستحب کا عامل مستحق اجر عظیم اور اوسکا بتانے والا بمصداق حدیث شریف الدال علی الخیر کفاعلہ دونوں عند اللہ ماجور ہوں گے مقام غور ہے اگر یہ امر خیر نہ ہوتا تو سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ یہ کیوں فرماتے کہ حی علی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفلاح ہی پر کھڑے ہوں مالکیہ کی طرح وہ بھی شروع تکبیر سے کھڑے ہونے کو بتاتے یا عام حکم فرماتے کہ جب چاہے کھڑا ہو اس خصوصیت کا عند الاحناف کیا جواب ہوگا۔ کتاب الآثار امام محمد رحمہ اللہ میں ہے۔ محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا طلحۃ ابن مصرف عن ابراہیم قال اذا قال المؤذن حی علی الفلاح فانہ ینبغی للقوم ان یقوموا فیصفوا الی ان قال۔ قال محمد و بہ ناخذ و ہو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ردالمحتار و حواشی اشباہ میں ہے لفظ ینبغی فی عرف المتاخرین غلب استعمالہ فی المندوب و اما فی عرف القدماء فی اعم حتے یشمل الواجب اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہو کر صف کو برابر کریں اور آسانی سے باقاعدہ صف کی درستی اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ لوگ حی علی الفلاح کے پہلے صف باندھکر بیٹھیں اور وقت حی علی الفلاح فوراً کھڑے ہو جائیں ÷ نیز یہاں پر یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے جبکہ قعود میں کوئی خلاف نہیں ہے تو صف باندھکر لوگ بیٹھتے اور حی علی الفلاح پر لوگ کھڑے ہو جاتے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو صف کی درستی جو امر اہم ہے لوگوں کے جابجا بیٹھنے اور انتشار سے باقاعدہ درست ہونا مشکل سا معلوم ہوتا ہے لہذا ÷ قرینہ بین یہاں عبارت سے مقتدی کے قعود کو بتا رہا ہے اگرچہ آئندہ عبارت سے انشاء اللہ تعالیٰ تصریح بھی ہو جائیگی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب +

نمبر ۳۔ اگر کہیں پہلے سے یہ عمل نہ رہا ہو اور کتابوں میں مسئلہ مذکور ہو تو لوگوں کے فعل پر فتویٰ اور عمل ہوگا یا جو کتابوں میں مسئلہ مذکور ہے اس پر عمل کیا جائیگا۔

الجواب نمبر ۳

ہرگز کسی کا فعل جب تک دلیل شرعی نہ ہو قابل حجت نہیں اور جبکہ فعل کے خلاف کتابوں میں مسئلہ موجود ہو اور وہ بھی اجتہادی قول تو عوام کا فعل کیونکر قابل حجت ہو سکتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر کوئی مقلد صاحب امام کے متفقہ قول ہوتے ہوئے خلاف مدعی ہوں تو دلیل پیش کریں +

نمبر ۴۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت داخل ہوا کہ مکبر اقامت کہہ رہا ہے تو اس کو امام کے قیام تک بیٹھ جانا چاہیے یا کھڑا رہنا۔

الجواب نمبر ۴

بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ فقہا بایں صورت تکبیر ہوتے ہوئے حی علے الصلوٰۃ سے پیشتر قیام کو مکروہ تنزیہی بتلاتے ہیں جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے ردالمحتار میں ہے المکروہ تنزیہا مرجعہ الی خلاف الاولیٰ چنانچہ یہ کراہت عالمگیری طحطاوی علی مراقی الفلاح۔ جامع الرموز۔ ردالمحتار۔ مضمرات۔ فتاوی رضویہ۔ عمدۃ الرعایہ بہار شریعت۔ وغیرہا میں موجود ہے + ردالمحتار میں ہے (قعد) ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علے الفلاح انتہیٰ ہندیہ عن المضمرات طحطاوی علی مراقی الفلاح صلے۱ میں ہے واذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ و دخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفہم منہ کراہۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون ان کتب معتبرہ سے بلاخلاف کراہت معلوم لیکن دلیل کراہت کیا ہے بظاہر صورت موجودہ میں محض قیام ہے اب دیکھنا یہ چاہیے کہ مسئلہ کہاں سے منقول ہے اور ناقل معتبر ہے یا غیر معتبر اور دوسرے فقیہ اور علمائے محققین کے نزدیک مقبول یا نامقبول پس یہ مسئلہ بہمہ وجوہ معتبر ہے لہٰذا ضرور عند الفقہا مدلل بدلائل ورنہ جسطرح اگر کسی فقیہ سے کوئی لغزش ہوگئی تو دوسرے فقیہ یا تو اسکا اظہار فرما کر رد کرتے یا اپنی تصنیفات میں جگہ نہ دیتے اور اس کراہت کو بخلاف اس کے نہ کسی نے رد کیا نہ دوسرے معتبر فقیہ نے اپنی تصنیفات سے خالی جگہ دی پس جب یہ سب خوبیاں موجود اور کتابیں اصول و احادیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وفقہ وتفسیر کُل انکے سامنے مستحضر ہوں توکوئی وجہ نہیں کہ یہ کہا جائے کہ یہ کراہت عند الفقہا بلا دلیل ہے حاشا وکلا میرا تو یہ خیال ہے کہ یہ کوئی زیادہ امر مہم نہ تھا کہ اس قدر جرأت کی جائے بلکہ دلیل کراہت وہی حدیث صحیح بخاری شریف کی ہے جو حکم نہی قیام کو بتا رہی ہے یعنی اذا اقیمت الصلوٰۃ لاتقوموا حتے ترونی سے اقامت قبل دخول امام معلوم اور لاتقوموا سے موجود مقتدی اور مسجد میں آنے والے مقتدی کے لیے بصورت مذکور نہی قیام اظہر من الشمس۔ دوسری دلیل حدیث طحاوی شریف جس کو صاحب مشمرات نے نقل فرمایا ہے یقول النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم لاتقوا حتے رأیتمونی قمت مقامی کذا فی الطحاوی یہاں بھی قیام مقتدی کے لیے جب تک امام اپنی جگہ پر پہنچ نہ جائے منع فرمایا ہے بس بصورت عدم قیام امام اگر کوئی موجودہ مقتدی یا آنے والے کھڑے ہوگئے یا نہ بیٹھے تو حدیث کی مخالفت ہوتی ہے اس لیے فقہا نے مکروہ بتایا لہٰذا صورت یہ ہوگی کہ اگر امام موجود نہیں ہے اور تکبیر ہونے سے لوگ کھڑے ہوگئے تو یہ قیام خلاف حکم حدیث ہوگا۔ دوئم یہ کہ امام مصلے پر بیٹھا اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم حی علے الفلاح پر محراب میں آتے تھے نیز حکم اجابت ومسارعت لاشتال امر کا خیال بھی ہے اور انتظار یہ ہے کہ مؤذن حی علے الفلاح کہے تو اٹھے اور مقتدی کھڑے ہوگئے یا مسجد میں داخل ہونے والا مقتدی امام اور نماز کے انتظار میں کھڑا ہے تو فقہا اسے مکروہ بتاتے ہیں کیونکہ قمت مقامی کا وجود بھی فی نفسہ باقی ہے پس یہ قیام خلاف حکم نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہونے سے مکروہ الحمد للہ کہ دلیل کراہت ہر دو حدیث سے معلوم ہوئی اللہ تعالے ہم سب کو صراط مستقیم وجوار نبی کریم علیہ الف الف صلوٰۃ والتسلیم مرحمت فرمائے۔ آمین

اب چند دلائل متعلق ثبوت کراہت بعنوان دیگر ارقام کیے جاتے ہیں واللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المستعان علی ما تصفون ۔ چونکہ یہاں مراد کراہت سے عند العلماء کراہت تنزیہی ہے اور اس کے لیے دلیل کی ضرورت جیسا کہ صاحب البحر کی عبارت سے روشن فرماتے ہیں لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص لیکن یہی صاحب البحر اس قاعدے کے موافق مشکل میں پڑ جاتے ہیں چنانچہ جلد ۲ ص۱۶۳ میں فرماتے ہیں یستحب یوم الاضحٰی ان لا یاکل اولًا الا من الاضحیۃ قالوا ولو اکل من غیرہ فلیس مکروہًا فلم یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ الا انہ یشکل علیہ ما قالوہ من ان المکروہ تنزیہًا مرجعہ الٰی خلاف الاولٰی ولا شک ان ترک المستحب خلاف الاولٰی پس درمیان مکروہ تنزیہی اور مستحب کے تقابل تضاد دکھانا ثانیًا اشکال کا قائم کرنا اس قاعدہ سالبہ کلیہ کو بظاہر نقض کرتا ہے لیکن چونکہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں و دیگر علماء نے قاعدہ کلیہ کو صحیح و معتد بہ قرار دیکر جواب شافی سے دفع اشکال فرمایا ہے لہٰذا ہر کراہت تنزیہی کے لیے دلیل اور اوسکا مقابل سنت کا ہونا ضروری جسکا ترک مکروہ کہا جاتا ہے جیسا کہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی ہے ان کل سنۃ ترکہا فہو مکروہ تنزیہًا الحاصل قبل اقامت محض امام کے آنے پر لوگوں کا کھڑا ہونا ہے یا شروع اقامت پر صورت اولٰی میں قیام نہ کسی حدیث سے ثابت نہ اقوال ائمہ اربعہ سے منقول اس لیے کہ جس قدر احادیث اس بارہ میں آئی ہیں اون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقامت کے شروع ہونے پر تشریف لانا اور لوگوں کا کھڑا ہونا ثابت ہوتا ہے اور قبل تشریف فرمانے کے بعض حدیث کھڑا ہونا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا پایا جاتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اقیمت الصلوٰۃ فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ لیکن یہ قیام بھی قبل اقامت نہیں نہ اس میں کوئی تخصیص ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے یہ کہا جائے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شروع اقامت سے کھڑے ہوتے تھے جیساکہ ائمہ مالکیہ رح کا قول ہے اور بہت ممکن ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے ہوں جیساکہ ائمہ علماء احناف کا قول ہے یا قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوتے ہوں جیساکہ ائمہ حنابلہ کا قول ہے یا ختم تکبیر پر کھڑے ہوتے ہوں جیساکہ ائمہ شوافع کا قول ہے بہرحال یہ اختلاف اجلہ صحابہ کرام میں بھی تھا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے ظاہر ہوا بہرکیف یہ سب کچھ صحیح لیکن بحدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ لا تقوموا حتٰی ترونی قد خرجت قیام مقتدی بعدم موجودگی و بلا رویت امام ممنوع۔ بظاہر دو حکم اس حدیث سے واضح ہوتے ہیں اولاً بلا اقامت کے محض امام کے آنے پر کھڑا ہونا ثانیاً اقامت ہورہی ہے یا ہوگی اور امام موجود نہیں ہے تو مقتدیوں کا کھڑا ہو جانا ہر دو صورتوں میں ممنوع بلکہ صورت اولیٰ میں تو بہت سی سنتیں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ مفقود ہیں کہ اگر وقت باقی ہے تو اکثر لوگوں کی جماعت جو سنت مؤکدہ ہے وہ بھی فوت ہو جائے گی۔

نمبر ۱۲۔ یعنے شروع اقامت پر مقتدیوں کا اگر کھڑا ہونا صحیح مان بھی لیا جائے تو بحدیث حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیساکہ نووی میں ہے + ان بلالاً رضی اللہ عنہ کان یرقب خروج النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حیث لا یراہ او الا القلیل فعندما ول خروجہ یقیم ولا یقوم الناس حتٰی یروہ ثم لا یقوم مقامہ حتٰی یعدل بالصفوف یعنے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجرۂ شریف سے نکلتا ہوا جب دیکھتا تھا تو اقامت شروع کر دیتا تھا مگر میں ایسی جگہ سے دیکھتا تھا کہ لوگ نہیں دیکھتے تھے پس بالکل شروع الفاظ اقامت سے مقتدیوں کا کھڑا ہونا خلاف سنت ہے کیونکہ اذا اقیمت الصلوٰۃ خود بتا رہا ہے کہ قیام یا عدم قیام کی جتنی صورتیں ہیں وہ سب اقامت ہونے پر ہیں اس لیے بعض الفاظ اقامت کو مقتدی کے قیام پر ترتیبۃً و وضعاً تقدم حاصل اسی طرح قیام مقتدی کو الفاظ اقامت سے بعدیت بھی ذاتاً

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وزماناً حاصل کما لایخفی علے من لہ طبع سلیم۔ فائدہ اصحاب کرام کا نہ دیکھنا اس وجہ سے
رہا ہوگا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر انتظار کرتے تھے کیونکہ اون کو تکبیر کہنے کیلیے
رویت امام ضروری تھی نیز حکم لاتقوموا دوسرے مقتدی کے لیے ہے نہ کہ مکبر کے لیے
پس چونکہ شروع اقامت سے قیام بلارویت ہونے سے بے ضرورت عبث تھا اور اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم آنحضرت کے خروج کو نہیں دیکھتے تھے اس لیے اتنی دیر تک
جب تک کہ اون کو رویت نہ ہو قیام نہیں ثابت ہو سکتا بلکہ بحدیث حکم لاتقوموا شروع سے
کھڑے ہونا اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ممنوع اور چونکہ عدم قیام کے لیے قعود کا
ہونا ضروری اس لیے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قعود ثابت پس اس کے خلاف
قیام کو فقہا مکروہ بتاتے ہیں۔ نیز اگر لاتقوموا سے جس طرح قعود مراد ہے لیٹنا اور ٹہلنا لیا جائے
کہ جب رویت امام ہو اس وقت ٹہلتے ٹہلتے یا لیٹتے لیٹتے کھڑا ہو جائے تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ
یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ مساجد اللہ لیٹنے یا ٹہلنے کی جگہ ہے اگر یہ کہا جائے تو کیا بیٹھنے کی
جگہ ہے پس ہر ذی شعور عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہاں تعبیر
قعود سے ہو سکتی ہے وہی قعود مراد ہے یعنی مساجد اللہ میں بیٹھکر یاد الٰہی کرنا نہ کہ فضول دنیا
کی گپ اڑانا جیسا کہ آجکل اکثر جگہ رواج بیجا ہو گیا ہے استغفر اللہ دیکھو روحی فداہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرماتے ہیں اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قیل یارسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ریاض الجنة قال المساجد اللہ قیل ما ارتع یارسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر رواہ الترمذی پھر لیٹنے اور ٹہلنے کو بھی اسلیے فقہا مکروہ بتاتے ہیں جیسا کہ عالمگیری
وغیرہ میں مصرح ہے پھر ہر دو نمبروں میں دو صورتیں عند الفقہا نکلتی ہیں صورت اولیٰ میں
یعنے قبل شروع ہونے اقامت کے اگر امام عند المحراب ہے تو حی علے الفلاح پر امام ومقتدی کو
کھڑا ہونا چاہیے اور صورت ثانیہ میں یعنے شروع اقامت یا ختم اقامت پر امام آیا تو اگر آگے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے صف کے آیا ہے تو اس صف والے امام کی رویت پر کھڑے ہوں اور اگر پیچھے سے صف کے آیا ہے تو چونکہ صف کے پاس پہنچنے سے رویت ہوگی اسلیے جس صف کے پاس پہنچے اُس صف والے کھڑے ہوتے جائیں جیسا کہ بحر الرائق وغیرہ میں مذکور ہے۔ والقیام حین قیل حی علی الفلاح لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ اطلقہ فشمل الامام والماموم ان کان بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام وھو الاظھر وان دخل من قدام وقفوا حین یقع بصرھم وھذا کلہ اذا کان المؤذن غیر الامام ہر دو صورتوں میں عند الفقہا دوام ضروری ایک رویت امام دوسرے صف باندھکر بیٹھنا پس جسطرح یہاں صف باندھکر بیٹھنا اور رویت امام پر کھڑا ہونا سنت پایا جاتا ہے اسیطرح امام کے محراب میں رہنے کی حالت میں یہی صف باندھکر بیٹھے ہوئے امام کی رویت قیام حی علی الفلاح پر مقتدیوں کا کھڑا ہونا نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ دال بالحدیث مستحب مفہوم ہوتا ہے۔ خلاصۃ الامر یہ کہ یہ مسئلہ کہ امام اور مقتدی نماز کے لیے کس لفظ اقامت پر کھڑے ہوں اور اس میں ائمہ اربعہ کا مختلف ہونا مخصوص حدیث کے اجمال پر ہے اور ہر امام کے نزدیک یہی حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ لاتقوموا حتی ترونی قد خرجت حجت صریح ہے جیسا کہ ائمہ کرام کی دلیل بھی بعبارت مرقات شرح مشکوٰۃ شریف عیاں ہو چکی ہے ولذا قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ بغرض وضاحت امام محمد زرقانی شارح مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت زیر تحریر ہے امید کہ اس کے بعد پھر مزید دلیل کی تلاش کی ضرورت نہ پڑے گی۔ فرماتے ہیں وما فی الصحیحین عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حتے ترونی قد خرجت فهو نهی عند القیام قبل خروجه وتسویغ له عند
رویة وهو مطلق غیر مقید بشیٔ من الفاظ الاقامة ومن ثم اختلف
السلف فی ذلک فقال مالک رحمة الله علیه الی انی ارئی ذلک علی
قدر طاقة الناس فان منهم الثقیل والخفیف ولا یستطیعون
ان یکونوا کرجل واحدٍ وذهب الاکثر الی انهما اذا کان الامام
معهم فی المسجد لم یقوموا حتے تفرغ الاقامة واذا لم یکن فی
المسجد لم تقوموا حتے یروه وعن انس رضی الله عنه انه کان یقوم
اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰة رواه ابن المنذر وغیره ورواه
سعید بن منصور من طریق ابی اسحاق عن اصحابه عبد الله وعن سعید
ابن المسیب انه اذا قال المؤذن الله اکبر وجب القیام واذا قال حی
علی الصلوٰة عدلت الصفوف واذا قال الله اکبر الله اکبر کبر الامام عن
ابی حنیفة رحمة الله علیه یقومون اذا قال حی علی الفلاح فاذا قال قد قامت
الصلوٰة کبر الامام والحدیث حجة علی هؤلاء المفصلین انتهی عبارت
سے صاف ظاہر ہو گیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان واجب الاذعان مدلل بحدیث
نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے پس یہ حکم عند الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر فقہائے
کرام سنت ہوا اسی وجہ سے لوگوں کے ترک سے اسے مردہ سنت کہا جاتا بھی صحیح ہے
پس اس سنت کا زندہ کرنیوالا اور تمسک مارنیوالا موافق فرمان حبیب الرحمان صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سو شہیدوں کا ثواب پائے گا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالے عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من تمسک
بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید - دوسری حدیث ہے من احیٰ سنۃ من سنتی قد امیتت
بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا رواہ الترمذی پس موافق فضائل مذکورہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سنت کا ترک بھی مکروہ تنزیہی ہوا اگرچہ بعض دوسرے ائمۂ کرام کے نزدیک مکروہ تنزیہی نہ ہو نہ سہی لیکن ہمارے فقہا کے نزدیک مکروہ ہونے نہ ہونے دوسرے ائمہ کے اقوال پر عمل کرنا ہی بہ خود ایک محظور ہے جس کی اپنے ائمہ اور فقہا کی پیروی لازم اور ہمارا سپر دلیل ڈھونڈھنا یہ عبث ہے اسی وجہ سے صدیاں گزر گئیں لیکن کسی ایک متبحرین راسخین نے بھی تو اسکا خلاف نہیں کیا پھر آج تھوڑے سے علم کی پونجی میں اِن اگلے بزرگوں کے علوم ظاہری و باطنی کے آگے ایک ذرہ بھی مقدار بھی نہیں اگر ہم دلیل کا مطالبہ کریں تو ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

(۴) چونکہ آداب و مستحبات سنن کے مرادف بھی ہوا کرتے ہیں اس وجہ سے بعض علما اس مسئلے کو صاف لفظوں میں سنت فرماتے ہیں۔ جیسا کہ شلبی حاشیہ زیلعی کے ص۱۰۴ میں ہے۔ قال فی الوجیز والسنة ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح الخ ومثلہ فی المبتغی مالابد منہ میں ہے طریق خواندن نماز بروجہ سنت آں ست کہ اذان گفتہ شود واقامت ونزد حی علی الفلاح امام برخیزد واینجا بحاشیہ است ومقتدیان نیز برخیزند زیراکہ این امریست کہ بجا آوردہ شود۔ امام ملک العلما محدث علاء الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ بدائع الصنائع ص۲۰۰ میں نماز کی لواحق سنتوں میں اس مسئلہ کو بایں عبارت تحریر فرماتے (ومنہا) یعنے نماز سے خارج سنتوں میں سے یہ ہے والجملۃ فیہ ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان الامام معھم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف اس کے بعد امام زفر و حسن بن زیاد کا قول نقل کر کے ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول حی علی الفلاح کی دلیل فرماتے ہیں ولنا ان قولہ حی علی الفلاح دعاء الی ما بہ فلاحھم وامر بالمسارعۃ الیہ فلابد من الاجابۃ الی ذلک ولن تحصل الاجابۃ الا بالفعل وھو القیام الیھا فکان ینبغی ان یقوموا عند قولہ حی علی الصلاۃ لما ذکرنا غیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انا نمنعهم عن القيام كيلا يلغو قوله حي على الفلاح لان من جد فوت منه المبادرة الى شئ فلا عاوة اليه بعد تحصيله اياه نحو من الكلام اب کیا دلیل چاہیے افعال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حی علی الفلاح پر قیام گزرا۔ اقوال علما کا اتحاد درست پایا گیا حتی کہ الفاظ سنت کے ساتھ مسئلہ ہذا کا اظہار فرمایا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متفقہ فرمان پر حدیث سے حجت لانا قول محدثین رحمۃ اللہ علیہ ثابت ہوا دیکھوں شہواللہ اکبر اتبع تابعین سے حضرت امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لقد زان البلاد ومن عليها	امام المسلمين ابو حنيفه
باحكام وآثار وفقه	كآيات الزبور على الصحيفه
فما في المشرقين له نظير	ولا في المغربين ولا بكوفه
وقد قال ابن ادريس مقالا	صحيح النقل في حكم لطيفه

ان تمام دلائل کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بے دلیل بتانا اور اوسپر دلیل کا مطالبہ آفتاب پر دھول ڈالنا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ شمس سے زیادہ کراہت کی وضاحت ہوگئی۔ اگرچہ علمائے کرام اس سے کہیں زیادہ بیان کر سکتے ہیں لیکن علماء حقانی کے لیے صرف فقہائے کرام کا اتفاقی قول کافی ہوتا ہے خیر ختم کلام کرتے کرتے دو دلیلیں اور بھی لکھتا ہوں امید کہ علمائے ذی تمکین محققین میری اس ناقص تحقیق کو حقیق انیق رحیق رشیق فرماکر الصور قالبجیبۃ الرائقۃ والاشکال الحسنۃ المعجبۃ الفائقۃ الشائقۃ والنقوش المناسبۃ المؤتلفۃ کی سند و دعائے خیر سے شاد و باد فرمائیں گے فہو ہذا اولاً حضرات صحابہ کرام رضی اللہ المالک العلام کا صف باندھ کر بیٹھنا ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف سے بھی ثابت ہے جسکو علامہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تحت حدیث فرئینا حلقاً کی شرح میں فرمایا۔ قال الطیبی رحمۃ اللہ علیہ جلسنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلقاً حلقاً کل صنف مناقد تحلق اسی کے بعد مالی اراکم عذین کی شرح بایں الفاظ فرمائی۔ انکارہٗ علی رویتہ ایاکم علی تلک الصفۃ والمقصود الانکار علیہم کائنین علی تلک الصفۃ اس شرح سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار بیٹھنے پر نہ تھا وضع حلقہ مارنے پر تھا کہ اس ہیئت سے نہ بیٹھنا چاہیے بلکہ صف بصف بیٹھنا چاہیے جیسا کہ فقہا کی قول کل صف ینتہی الیہ الامام سے ظاہر ہے پس سنت صحابۂ کرام ہونے سے یہ فعل سنت ہوا اسی لیے اس کا خلاف مکروہ ہے۔ دوسری دلیل عینی جو آج بھی شاہ راہ سے روز روشن کی طرح سچائی کی جھلک دکھا رہی ہے امید کہ ہر حق پسند خواہ وہ اجہل بھی کیوں نہ ہو مسئلہ مسلمہ عند الحنفیہ کو موافق حدیث شریف تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ ورنہ تسلیم کرنے والے کے لیے یہ تمام کتابیں بلکہ دنیا کے سارے دفاتر بیکار ہیں اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ۔ ان اللہ یہدی من یشاء اپنی جگہ پر ثابت مسلم ہے نہ ایسوں سے مجھے کچھ سروکار۔ صورت دلیل ثانی یہ ہوگی کہ ایک نقشہ مسجد نبوی قدیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طریقہ پر مرتسم کیا جائے جس میں حجرۂ مطہرہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے متصل و محراب و باب حجرہ اور صف صحابۂ کرام اور عند التکبیرہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اور درمیان باب حجرہ منیفہ و محراب علیہ کی مسافت بحساب انچ و فٹ ذریعہ اسکیل انگریزی و عمارتی گز سے ناپ کر مشاہدہ کیا جائے کہ کتنی مسافت میں کتنے الفاظ تکبیر کے ہو سکتے ہیں اور کس لفظ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت باقاعدہ ہو سکتی ہے باقاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ آج کل کی طرح کہ مسجد میں ہم اگر جب بیٹھتے ہیں تو ادھر ادھر نظر کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ خلاف ادب ہے غالباً آج بھی بعض مبارک ہستیاں ایسی ہیں کہ جب قبلہ کے رخ بیٹھتے ہیں تو سوائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبلہ شریف کے دوسری جانب نہ اُنکا سر جاتا ہے نہ اُن کی نگاہیں پیچھے سے اونچی کر تماشہ دیکھتی ہیں اور یہ امور اگرچہ ہمارے لیے دشوار ہو گئے ہیں لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ان سے کہیں زیادہ خوبیاں تھیں جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتیں ۱۲۔

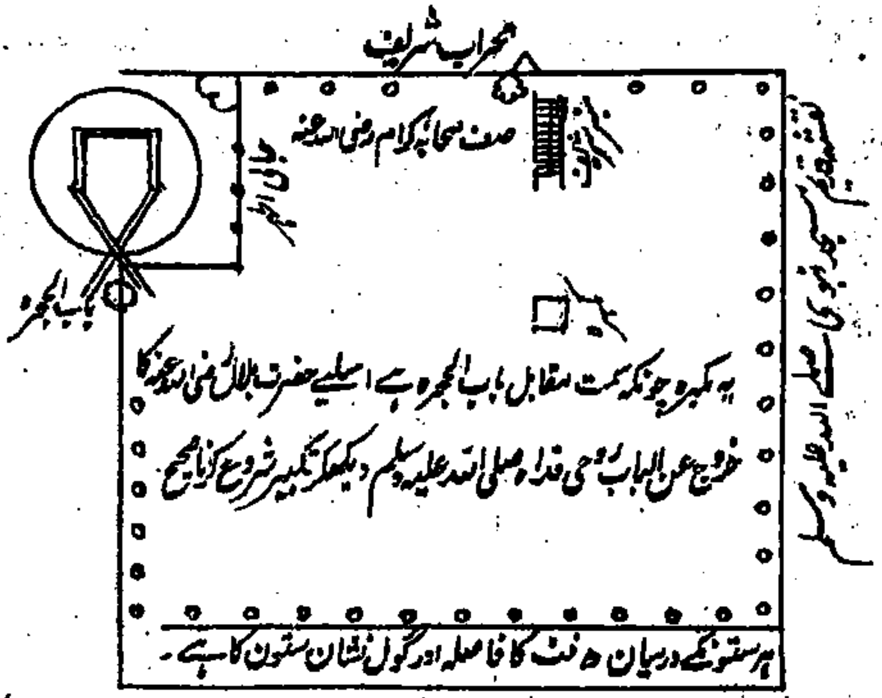

یہ نقشہ ذریعہ اسکیل بحساب ایک انچ ۱۵ فٹ پیمانہ موافق نقشہ و نقل ماہرین انجینیر بنایا گیا ہے۔

اب صورت منقوشہ کی تفصیل یوں ہوگی منبر شریف سے جالی اطہر تک ۲۲ فٹ چوڑائی ہے پھر جالی اقدس سے بقعہ شریفہ التی افضل من العرش والکرسی - کی دیوار ۳ فٹ۔ پھر وہاں سے جانب جنوب کی دیوار ۱۵ - فٹ بعدہٗ ختم دیوار سے جانب شرقی جو دیوار گھومی ~~پہنچا~~ باب الجبرہ تک ۶ فٹ ہے اس حساب سے محراب سے باب الجبرہ ۴۶ فٹ ہوئے جس کا تخمینہ عمارتی گز سے ۳۲ گز اور انگریزی سے ۱۵ گز سے زائد ہوا اب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخیر صف کے قریب جو متصل بقعہ شریفہ ہے وہاں پہنچکر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو حضور کی رویت ہوسکتی ہے اور ایسی ہی ہونا بھی چاہیے تاکہ ولیقوم کل صف ینتہی الیہ الامام وہو اظہر کا مصداق صحیح ہو اس صورت میں ۴۶ فٹ

https://ataunnabi.blogspot.com/

منتہے ۲۲ - فٹ نکلنے کے بعد ۴ ۲ - فٹ بیچ رہتا ہے پس حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج عند الباب دیکھکر فوراً تکبیر شروع کر دینا اور تکبیر میں تحدیر اور امام کا صف کیطرف وقار کے ساتھ صف کی طرف آہستہ چلنا سنت اس طریقے پر دلیل مبین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حی علے الفلاح تک صف کے قریب تک پہنچتے تھے جیساکہ مشاہدات سے ظاہر ہے پس سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حی علے الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم دینا اس مشاہدے سے موافق فعل نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وافعال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بخوبی سنت ثابت ہوتا ہے - صورت حال یہ ہوگی -

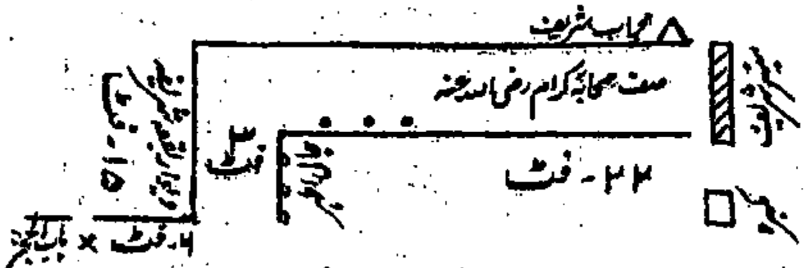

دوسری صورت یہ ہوگی - کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر دیوار حجرہ سے متصل نہ تشریف لائے بلکہ بموافق نقشہ ذیل صف کے قریب پہنچے تو صورت منقوشہ یہ ہوگی -

پس اس صورت مرتسمہ میں ۳۶ فٹ کی مسافت پر صف اول صحابہ کرام ہوگی جس کے معنے یہ ہوئے کہ عمارتی گز سے ۱۰ گز - اور انگریزی گز سے ۱۲ - گز کی مسافت حجرہ سے صف صحابہ کرام تک ہوگی پس اس حساب سے مشاہدات شاہد ہیں کہ ختم تکبیر یا قریب ختم تکبیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم صف تک پہنچتے ہونگے بہرحال ہر دو صورتوں شروع تکبیر سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کھڑا ہونا حدیث بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جو ہمیشگی پر دلالت کرتی ہے اور حدیث ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو عند المحدثین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بحث اور نہی قیام پر دال ہے اس سے ہرگز شروع تکبیر سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا کھڑا ہونا ثابت نہیں پس اس کا خلاف یعنی حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا موافق تحقیق
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یا قد قامت الصلوٰۃ پر جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا فعل تھا یا ختم تکبیر پر جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل تھا ثابت ہو سکتا
ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اس کے بعد بھی اگر کوئی شک ہو تو شروع سے اخیر تک
بغور دیکھیں امید کہ ضرور بالضرور ہر خدشوں کا جواب شافی مل جائے گا صرف ایک جملہ یا عبارت
لے کے اعتراض اور من اولہ الیٰ آخرہ نظر نہ کرنا خلاف انصاف ہے بہر حال میری فہم
ناقص میں جو دلائل آتے گئے پیش کرتا گیا۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین
ہاں مسئلہ حاضرہ میں صرف ایک خفیف خدشہ اور باقی رہا جاتا ہے چاہتا ہوں
کہ بالاختصار اسے بھی حل کر دوں وہی ہذا علامہ طحطاوی محشی علی الدر کی عبارت
ذیل والقیام للامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح مسارعۃ
لامتثال امرہ والظاھر انہ احتراز عن التاخیر لا التقدیم
حتی لو قام اول الاقامت لاباس وحرر لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو
اسی عبارت سے خدشے کا دفعیہ بھی ہو جاتا ہے علامہ نے اپنی تحقیق کو لاباس
سے فرمایا جو عند الفقہا غیر مستحب کا حکم رکھتا ہے جیسا کہ رد المحتار باب احکام
المساجد میں ہے۔ قال فی النھایۃ لان لفظ لاباس علی ان المستحب
غیرہ اگرچہ بعض جگہ لاباس کا استعمال مندوب کے لیے بھی آتا ہے لیکن اس
قلت اور بعضیت کے لیے قرینہ ہونا چاہیے اور یہاں کوئی قرینہ نہیں بلکہ مسئلہ
متفقہ اور اقوال سلف کا خلاف اسی رد المحتار میں ہے کلمۃ لاباس وان
کان الغالب استعمالہ فیما ترکہ اولیٰ قد تستعمل فی المندوب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کما شرح بہ فی البحر من الجنائز والجہاد انتہٰی ؎

(۲) دوسرا جواب شامی میں ہے جب کہیں متون اور فتاوی میں اختلاف پڑے تو متون پر عمل کیا جائے گا اسی طرح جب فتاوی اور حواشی میں اختلاف ہو تو فتاوی پر عمل کیا جائے گا پس اس اصول کے مطابق جب متون و شروح و فتاوی میں حین قیل یا اذا قال المؤذن حی علی الفلاح مصرح تو حواشی پر کیونکر عمل و فتوی ہو گا

(۳) تیسرا جواب یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ علامہ کی مراد یہاں لا باس سے سنت یا مستحب ہے اس لیے کہ یہی علامہ صاف لفظوں میں شروع اقامت سے قیام کو مکروہ فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے الفاظ طحطاوی علی مراقی الفلاح سے ظاہر ہو چکا بلکہ مزید تاکید میں والناس عنہ غافلون تک فرمایا پس یہ قرینہ عین ہے کہ مراد علامہ کی لا باس سے غیر مستحب ہے اور احترازٌ عن التاخیر لا التقدیم سے صرف جواز اور جواز کا دائرہ ایسا وسیع کہ کراہت تک کو شامل پھر سنت بتلانا وہ بھی بلا قرینہ کیونکر صحیح ہو گا چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں ۔

انہ ای الجواز قد یطلق ویراد بہ ما لا یمتنع شرعًا وھو یشمل المباح والمکروہ والمندوب والواجب اگر سنت کے لیے کوئی قرینہ فرض کر لیا جائے تو کراہت کے لیے بھی یقینًا کوئی قرینہ ماننا پڑے فتدبر انتہٰی ۔

(۴) چوتھا جواب جبکہ علما اس مسئلہ کو مذہب قرار دیتے ہیں جیسا کہ علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اشعۃ اللمعات علی المشکوٰۃ سے ظاہر۔ پھر العجب ایسے صحیح العقیدہ سنی حنفی عالم کی تحریر سے بلا قرینہ سنت و مستحب جو خلاف عند الحنفیہ ہو کہا جائے تو بھلا یہ کس حد تک درست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو سکتا ہے ۔ فرماتے ہیں عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا ؛ چوں اقامت گفتہ شود برائے نماز پس برنہ خیزو (حتی ترونی قد خرجت) تا آنکہ بینید مراکہ بہ تحقیق بیروں آمدم از درون خانہ فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزو حی علے الصلوٰۃ باید برخاست وشاید کہ بیروں آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دریں وقت می بود (متفق علیہ) یعنے یہ حدیث صحیحین میں ہے کہ اس حدیث سے مسئلہ کا استنباط کرنا فقہا وائمہ کا پھر مذہب قرار دینا اس امر کو چاہتا ہے کہ روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم حی علے الصلوٰۃ پر حجرۂ شریف سے تشریف ارزانی طرف محراب کے فرماتے ہوں جس کی ائمہ وفقہہ کو دلیل ملی ہوگی ؛

(۵) پانچواں جواب صرف ایک فقیہ کا لکھ دینا جبکہ اس کے خلاف مسلمہ ومتفقہ تصریحات موجود ہوں قابل حجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

والیہ المرجع والمآب

حررہ العبد المذنب العاصی الراجی الی غفور رحمۃ ربہ القوی محمد صفی الرحمٰن البنارسی کان اللہ لہ

المرقوم یکم جمادی الاولے

سنہ ۱۳۴۶ھ

تمت

۱۰ محرم ۰۸